اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا
سیدنا
حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اور آپ کے
عقائد و نظریات
از
ترجمان اہلسنت
ابواسحاق علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ
اویسی بک سٹال
0333-8173630

از

ترجمان اہلسنت

ابو الحقائق علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ

اویسی بک سٹال [illegible]
پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

نام کتاب : حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آپ کے عقائد و نظریات
مصنف : ابو الحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہٗ
باہتمام : شیخ محمد سرور اویسی
کمپوزنگ : ساقی کمپوزنگ سنٹر گوجرانوالہ، قاری محمد امتیاز ساقی مجددی
سن اشاعت : 2011ء
تعداد : 1100
صفحات : 80
ہدیہ : 50 روپے

ملنے کے پتے

سنی پبلیکیشنز گوجرانوالہ، محلہ رحمت پورہ گلی نمبر 1، نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ
جلالیہ صراط مستقیم گجرات/ نظامیہ کتاب گھر اُردو بازار لاہور/ رضا بک شاپ گجرات
مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ/ مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام سرکلر روڈ گوجرانوالہ
مکتبہ فیضان مدینہ سرائے عالمگیر، مکتبۃ الفجر سرائے عالمگیر/ مکتبہ فیضان اولیاء کاموکی
مکتبہ فیضان مدینہ گکھڑ/ مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں/ کرمانوالہ بک شاپ اُردو بازار لاہور
صراط مستقیم پبلی کیشنز 5,6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور/ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
سنی پبلیکیشنز گوجرانوالہ، مکتبہ ضیائیہ اقبال روڈ راولپنڈی، صراط مستقیم پبلی کیشنز گوجرانوالہ
مکتبہ مہریہ کاظمیہ جامعہ انوار العلوم نیو ملتان/ مکتبہ صابریہ لاہور/ اویسی بک سٹال گوجرانوالہ

فہرست

عظمت خلفائے راشدین

قرآن وحدیث کی روشنی میں

خلفائے راشدین کے عقائد ونظریات اور افکار وفرمودات پیش کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کا مفہوم، خلیفہ کا معنی، خلافت علی منہاج النبوۃ کی مدت اور خلفائے راشدین کی عظمت ومرتبت اور رفعت وعزت پر روشنی ڈال دی جائے تا کہ مضمون ومقالہ اپنے مقصد کے قریب تر ہوجائے۔وھو ھذا

خلافت کا معنی اور خلیفہ کا مفہوم:

المعجم الوسیط میں ہے:

(الخلافۃ)، امامت، نیابت (۲) امامت، خلافت۔

(عربی، اردو، ص۲۹۶)

المنجد میں ہے:

الخلافۃ۔امارت۔امامت۔جانشینی۔(المنجد عربی، اردو، ص۲۹۳)

علامہ راغب اصفہانی رقمطراز ہیں:

الخلافة النيابة عن الغير اما لغيبة المنوب عنه واما لموته واما لعجزه واما لتشريف المستخلف و على هذا الوجه الأخير استخلف الله اوليائه في الارض، قال تعالىٰ:(هو الذى جعلكم خلائف في الارض ۔ وهو الذى جعلكم خلائف الارض) وقال :(ويستخلف ربى قوما غيركم) (المفردات ص۱۵٦)

یعنی خلافت کا معنی ہے کسی کا قائم مقام اور نائب ہونا۔

اس کی چار قسمیں ہیں:

۱......اصل شخص کے غائب ہونے کی وجہ سے دوسرا اس کا قائم مقام ہو۔

۲......اصل کی موت کے بعد دوسرا اس کا قائم مقام ہو۔

۳......اصل کے عاجز ہونے کی وجہ سے دوسرا اس کا قائم مقام ہو۔

۴......دوسرے کو اپنی نیابت سے مشرف کرنے کیلئے اپنا قائم مقام بنانا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو زمین پر خلیفہ اس آخری وجہ سے بنایا ہے' جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے جس ذات نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا ہے اور وہ ذات ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔ اور فرمایا: اور میرا رب تمہاری دوسری قوم کو خلیفہ بنائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک حیثیت سے آپ مہبط وحی الٰہی تھے۔ اس لحاظ سے آپ احکام الٰہی کی تبلیغ کرتے اور فرائض رسالت بجالاتے ہیں اور دوسری حیثیت سے آپ مسلمانوں کے امیر' قائد اور رہنما تھے۔ اس حیثیت سے آپ اسلامی ریاست کے خارجی اور داخلی امور کی تدبیر فرماتے' تبلیغ اسلام کیلئے جہاد فرماتے' مختلف ملکوں کے بادشاہوں کے نام خطوط بھیجے اور اندرون ملک احکام الٰہیہ کو عملی طور پر نافذ فرماتے' آپ کے وصال کے بعد آپ کی پہلی حیثیت کا سلسلہ بطور نبوت تو منقطع ہو گیا لیکن آپ کی دوسری حیثیت خلفاء کے روپ میں قائم ودائم رہی اور آپ کی اسی حیثیت کی جانشینی کا نام "خلافت" ہے۔ چونکہ نبی اللہ کا خلیفہ ہے اور نبی کے وصال کے بعد جو شخص نبی کی شریعت پر عمل کرتا ہے اور نبی ﷺ کی ہدایات کے مطابق کار حکومت سرانجام

دیتا ہے وہ نبی کا خلیفہ ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ایسے "نائبین" کو "خلفائے راشدین" کہا جاتا ہے۔

خلافت کی مدت:

اہلسنت و جماعت کا مؤقف ہے کہ خلافت علی منہاج النبوۃ (نبوت کے طریقہ پر خلافت کا دور) وصال نبوی کے بعد تیس سال تک رہی...... جس میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دو سال' حضرت عمر فاروق ؓ کے دس سال' حضرت عثمان غنی ؓ کے بارہ سال' حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے پانچ سال اور نو ماہ اور حضرت حسن مجتبیٰ ؓ کے چھ ماہ ہیں۔

ؓ......حضرت سفینہ ؓ بیان کرتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم يؤتى الله الملك من يشاء قال سعيد قال لى سفينة امسك عليك ابابكر سنتين و عمر عشرا و عثمان اثنى عشر و على كذا.

(سنن ابوداؤد ۲/۲۸۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خلافت نبوت تیس سال رہے گی پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا ملک عطا کرے گا۔ حضرت سفینہ ؓ نے کہا حضرت ابوبکر کے دو سال شمار کرو اور حضرت عمر کے دس سال' حضرت عثمان کے بارہ سال اور اسی طرح حضرت علی کی خلافت کے سال بھی اس میں شامل کرلو۔

یعنی پانچ سال نو ماہ حضرت علی کی خلافت اور چھ ماہ حضرت امام حسن ؓ کے

خلافت رہی۔ کیونکہ حضرت حسن ﷛ کی مدت خلافت کو حضرت علی کے زمانہ خلافت میں شامل کر کے چھ سال "حضرت علی کی خلافت" کہا جاتا ہے۔

یہی روایت ترمذی جلد۲، ص ۴۵ اور مسند احمد ۴/۲۷۲، ۵/۲۲۔۴۴، ۵/۲۲۱، ۴۰۴ پر بھی موجود ہے۔ اور مسند احمد کی روایت میں یہ جملہ ہے۔

و علی ستة یعنی حضرت علی کی مدت خلافت چھ سال ہے۔

اہل تاریخ کا بیان ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ ﷛ کی خلافت پانچ سال اور نو ماہ ہے اور حضرت حسن مجتبیٰ ﷛ کی خلافت چھ ماہ کے قریب ہے، باپ اور بیٹا دونوں کی مدت کو جمع کر کے حضرت علی کی مدت خلافت کو چھ سال کہہ دیا جاتا ہے۔

﷛......امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

امام احمد بن حنبل نے حضرت سفینہ سے (مسند روایت کو) بیان کیا ہے کہ

سمعت رسول اللّٰہ علیہ الصلوٰۃ و السلام یقول ("الخلافة ثلاثون عاما، لم یکون بعد ذلک الملک")

یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ خلافت تیس سال ہوگی پھر اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔

اسے اصحاب سنن نے نقل کیا اور ابن حبان وغیرہ نے صحیح قرار دیا۔

اس کے بعد امام سیوطی لکھتے ہیں:

قال العلماء: لم یکن فی الثلاثین بعدہ علیہ الصلوٰة و السلام الا الخلفاء الا ربعة و ایام الحسن . (تاریخ الخلفاء ص ۱۰،۹)

علماء و محدثین نے بیان کیا ہے کہ تیس سال میں خلفاء اربعہ اور حضرت امام

حسن کے ایام خلافت بھی شامل ہیں۔

بارہ خلفاء کی وضاحت:

ائمہ حدیث نے اسانید صحیحہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ جب تک بارہ خلیفہ ہوں گے اس وقت تک اسلام کو غلبہ رہے گا۔ یہ بارہ خلفاء کون سے ہیں؟......اس کے متعلق وارد اقوال میں یہ قول انسب اور حقیقت کے زیادہ قریب ہے اور امام سیوطی علیہ الرحمۃ کی رائے بھی اسی جانب ہے، وہ قول یہ ہے کہ:

یہ بارہ خلفاء تمام مدت اسلام میں روز قیامت تک پورے ہوں گے اور وہ حق و انصاف پر عمل پیرا ہوں گے، اگرچہ ان کا زمانہ متصل اور متوالی نہ ہو۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جسے مسدد نے اپنی مسند کبیر میں حضرت ابوخلد ﷛ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا:

لا تھلک ھذہ الامة حتی یکون منھا اثنا عشر خلیفة کلھم یعمل بالھدیٰ و دین الحق منھم رجلان من اھل بیت محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم. (تاریخ الخلفاء ص ۱۲)

یعنی یہ اُمت ہلاک نہیں ہوگی جب تک اس میں بارہ خلفاء نہ ہوں گے، وہ خلفاء ہدایت اور دین حق پر عمل کریں گے ان میں دو آدمی اہل بیت محمد ﷺ سے ہوں گے

تو اس تقدیر پر بارہ خلفاء قرار پائے گئے ہیں، خلفائے اربعہ (ابوبکر، عمر، عثمان، علی) حضرت حسن، حضرت معاویہ، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عمر بن عبدالعزیز۔ یہ آٹھ ہوئے اور اس کا احتمال ہے کہ ان کے ساتھ عباسیوں میں سے "مہتدی" کو بھی ملایا

گیا ہو کیونکہ وہ ان میں ایسے ہی ہے جیسے بنو امیہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز۔ ایسے ہی ایک خلیفہ "الظاہر عباسی" ہے کیونکہ اسے عدل وانصاف سے حصہ دیا گیا تھا اور دو باقی ہیں جن کا انتظار ہے ان میں ایک حضرت امام مہدی ہیں کیونکہ وہ آل بیت محمد ﷺ سے ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۲)

یہ قول علامہ ابن حجر مکی نے الصواعق المحرقہ ص ۲۱، ۲۰ مطبوعہ قاہرہ پر بھی کیا ہے۔

ایک اشکال اور اس کا حل:

بعض علماء نے "بارہ خلفاء" کی تفصیل وتعیین کرتے ہوئے یہ نام گنوائے ہیں۔ (۱) حضرت ابوبکرؓ (۲) حضرت عمرؓ (۳) حضرت عثمانؓ (۴) حضرت علیؓ (۵) حضرت معاویہؓ (۶) یزید بن معاویہ (۷) عبدالملک بن مروان (۸) ولید بن الملک (۹) سلمان عبدالملک (۱۰) عمر بن عبدالعزیز (۱۱) یزید بن عبدالملک اور (۱۲) ولید بن یزید بن عبدالملک۔

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ "یزید بن معاویہ" کو بھی خلفاء میں شامل کیا گیا ہے۔ حالانکہ ان علماء کی اس سے مراد یہ نہیں کہ "یزید" خلفاء حق کا فرد ہے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ "یزید" ان خلفاء سے ہے جن کی حکومت کو تقریباً بالعموم تسلیم کر لیا گیا اور ان کے عہد میں کسی خالص کافر حکومت کا غلبہ نہ ہوا وہ خلفاء خواہ نیک ہوں یا بد۔

گو ہمارے نزدیک پہلا قول بہتر ہے جس میں یزید وغیرہ کا ذکر نہیں ہے۔

کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی خلیفہ نامزد کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص کو بطور خلیفہ نامزد نہیں فرمایا۔ اس کی وجہ اور راز کیا

ہے؟ امام سیوطی نے اس پر درج ذیل کلام کیا ہے۔

۱..... بزار نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ ؓ سے مروی ہے:

قالوا یا رسول اللہ الا تستخلف علینا؟ قال انی ان استخلف علیکم فتعصون خلیفتی ینزل علیکم العذاب

(اخرجہ الحاکم فی المستدرک وابوالیقظان ضعیف)

صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہم پر خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرما دیتے..... تو آپ نے فرمایا اگر میں تم پر خلیفہ مقرر کر دوں اور تم پھر خلیفہ کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب نازل ہوگا۔

۲..... بخاری، مسلم نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عمر ؓ کو زخمی کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

ان استخلف فقد استخلف من هو خير مني يعني ابا بكر و ان اترككم فقد ترككم من هو خير مني يعني رسول الله ﷺ

اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو بھی درست ہے کیونکہ اس شخصیت نے خلیفہ مقرر کیا تھا جو مجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت ابوبکر نے اور اگر خلیفہ مقرر نہ کروں تو بھی صحیح ہے کیونکہ اس ذات نے خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا جو مجھ سے بہتر ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے۔

امام احمد نے مسند احمد اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بسند حسن حضرت عمرو بن سفیان سے بیان کیا ہے کہ:

جب حضرت علی نے جنگ جمل میں غلبہ پالیا تو فرمایا اے لوگو! بے شک رسول اللہ ﷺ نے خلافت کے بارے میں ہم سے کوئی عہد نہیں لیا حتیٰ کہ آپ کے بعد ہم نے

اپنی باہمی رائے سے حضرت ابوبکر کو اپنے اوپر خلیفہ بنالیا' پس انہوں نے پختگی اختیار کی
اور لوگوں کو پختہ کیا' حتیٰ کہ وہ اپنے راستے پر چل پڑے۔ پھر بے شک حضرت ابوبکر نے
حضرت عمر کو خلیفہ بنانے کی رائے پیش فرمائی تو انہوں نے بھی مضبوطی کا دامن تھاما اور
لوگوں کو مضبوط کیا۔ الخ

۴......حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور اسے بیہقی نے دلائل النبوۃ میں صحیح قرار دیا۔
حضرت ابووائل ؓ سے مروی ہے کہ حضرت علی ؓ سے عرض کیا گیا کہ آپ ہم پر خلیفہ
مقرر کیوں نہیں کر دیتے؟ انہوں نے فرمایا:

**ما استخلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستخلف ولكن
ان يرد الله بالناس خيرا فسيجمعهم بعدى على خيرهم كما جمعهم
بعد نبيهم على خيرهم.** (اخرجه ابن سعد والبيهقى فى الدلائل)

رسول اللہ ﷺ نے خلیفہ مقرر نہیں کیا کہ میں خلیفہ نامزد کروں اور اگر اللہ تعالیٰ نے
لوگوں سے بھلائی کا ارادہ فرمایا تو وہ انہیں میرے بعد ان سے بہتر خلیفہ پر جمع فرمادے گا
جیسا کہ اس نے ان کے نبی کے بعد بہتر خلیفہ (حضرت ابوبکر) پر لوگوں کو جمع فرمایا تھا۔

۵......حافظ ذہبی نے بیان کیا ہے کہ اس بارے میں رافضیوں (شیعوں) کی طرف
سے باطل چیزیں منقول ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے خلافت کا عہد کیا تھا۔

۶......ابن سعد نے حضرت حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے:
حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو ہم
نے اپنے معاملہ میں غور و فکر کیا تو ہم نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق
ؓ کو نماز میں آگے بڑھایا تو ہم اس سے اپنی دنیا کے امور کیلئے راضی ہو گئے۔ رسول

اللہ ﷺ جس سے ہمارے دینی امور کیلئے خوش تھے۔ تو ہم نے ابوبکر کو مقدم کر دیا۔

۷......امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن جمہان از سفینہ روایت کیا کہ بے شک نبی
کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان کے متعلق فرمایا:
"ھولاء الخلفاء بعدی" یہ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔

امام بخاری نے کہا ہے کہ اس روایت کا متابع کوئی نہیں کیونکہ حضرت عمرؓ
حضرت علی اور حضرت عثمان بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کوئی خلیفہ نامزد نہیں کیا۔
انتہیٰ (امام سیوطی کہتے ہیں) حدیث مذکورہ کو ابن حبان نے نقل کیا ہے

ابویعلیٰ' یحییٰ جمانی' حشرج' از سعید بن جمہان از حضرت سفینہ ؓ کہ جب
رسول اللہ ﷺ نے مسجد بنائی اور سنگ بنیاد رکھا' آپ نے حضرت ابوبکر کو فرمایا تم ایک پتھر
میرے پتھر کے ساتھ رکھو' پھر حضرت عمر سے فرمایا تم اپنا پتھر ابوبکر کے پتھر کے ساتھ رکھو'
پھر حضرت عثمان سے فرمایا تم اپنا پتھر عمر کے پتھر کے ساتھ رکھو پھر ارشاد فرمایا یہ میرے بعد
خلیفے ہوں گے۔

ابوزرعہ نے کہا اس اسناد میں کوئی حرج نہیں۔ اسے حاکم نے مستدرک میں نقل
کیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں اسے صحیح قرار دیا۔ اس کے علاوہ بھی محدثین نے اسے ذکر
کیا ہے۔ امام سیوطی کہتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ اس حدیث اور حضرت عمر و حضرت علی
کے قول کہ انه لم يستخلف (رسول اللہ ﷺ نے خلیفہ مقرر نہیں کیا) میں کوئی تضاد اور
منافات نہیں' کیونکہ ان دونوں کی مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات کے وقت کسی کو
خلیفہ نامزد نہیں کیا اور یہ اشارہ اس سے پہلے واقع ہوا تھا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ کا
فرمان ہے:

علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین من بعدی

(اخرجہ الحاکم من حدیث العرباض بن ساریہ)

تم میری سنت اور میرے بعد راشد اور مہدی خلفاء کی سنتوں کو لازم پکڑو۔

اور جیسے آپ کا یہ فرمان ہے:

اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر۔

میرے بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا۔

اور اس کے علاوہ وہ احادیث بھی موجود ہیں جو خلافت کی طرف اشارہ کرنے والی ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۷،۸)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے وصال کے وقت کسی ذات کا نام لے کر اپنا خلیفہ اور نائب قرار نہیں دیا' چونکہ متعدد احادیث مبارکہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء کی خلافتوں پر اشارے موجود تھے۔ بناء بریں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی خلافتوں پر اجماع و اتفاق کیا اور ان کی خلافتیں ثابت ہو گئیں۔

عظمت خلفاء قرآن کی روشنی میں:

حضرت صدیق اکبر' حضرت فاروق اعظم' حضرت عثمان غنی' حضرت مولا علی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو امت میں یہ منفرد و اعزاز امتیاز اور شان و کمال حاصل ہے کہ یہ نفوس قدسیہ امام الانبیاء خلیفۃ اللہ الاعظم حضرت رسول کریم ﷺ کے خلیفے قرار پائے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر خلفاء کرام کی عظمت و فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ چند آیات بینات درج ذیل ہیں:

۱..... ارشاد باری تعالیٰ ہے: وعد الله الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم و لیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم و لیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا... الآیہ۔ (سورۃ النور، آیت ۵۵)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان میں بعض کے ساتھ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں خلافت عطا فرمائے گا' جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا کی تھی اور اللہ تعالیٰ ان کے اس دین کو بھی غالب کرے گا جس کو اللہ نے ان کیلئے پسند کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ ضرور ان کے خوف کو امن اور چین سے بدل دے گا کہ وہ صرف میری عبادت کریں' کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں۔ معلوم ہوا خلفاء کرام کو "اعزاز خلافت" بارگاہ خداوندی سے عنایت ہوا ہے۔

٭..... اس آیت کے متعلق ابن کثیر لکھتے ہیں:

هذه الایة منطبقة علی خلافة الصدیق. (تاریخ الخلفاء: ۲۶)

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر فٹ آتی ہے۔

٭..... ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں عبدالرحمٰن بن عبدالحمید المہدی سے نقل کیا ہے:

ان ولایة ابی بکر و عمر فی کتاب الله یقول الله وعدالله الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض)...... الآیہ۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۶)

۲..... فرمان خداوندی ہے: الذین ان مکنهم فی الارض اقاموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنکر... الآیہ (سورۃ الحج، آیت ۴۱)

جن لوگوں کو ہم زمین میں سلطنت (وتصرف) عطا فرمائیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔

خلفائے خمسہ اس آیت کے پورے پورے مصداق ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے ادوار خلافت میں ان احکام پر کما حقہٗ عمل کر کے دکھا دیا۔

انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت وعد اللہ الذین امنوا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت وولایت کو ثابت کرتی ہے۔

۳......ارشاد مقدس ہے:

یٰایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم یحبھم و یحبونه . (سورۃ المائدہ، آیت ۵۴)

اے ایمان والو! تم میں جو شخص اپنے دین سے پھر جائے گا تو (کوئی پرواہ نہیں) عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے۔

وہ لوگ جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرمائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے یہ کون لوگ ہیں؟

......حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

ھو واللہ ابوبکر و اصحابه لما ارتدت العرب جاھدھم ابوبکر و اصحابه حتی ردوھم الی الاسلام . (اخرج البیہقی عن الحسن البصری بتاریخ الخلفاء ص ۶۵)

قسم بخدا! اس سے مراد حضرت ابوبکر اور آپ کے احباب ہیں، جب عربی لوگ مرتد ہو گئے تو آپ نے اور آپ کے احباب نے ان سے جہاد کیا اور انہیں اسلام کی طرف لوٹا دیا

......حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں:

جب نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے اہل عرب مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا۔

فکنا نتحدث ان ھذہ الایة نزلت فی ابی بکر و اصحابه (فسوف یاتی الله بقوم یحبھم و یحبونه) . (تاریخ الخلفاء ص ۶۵)

تو ہم گفتگو کیا کرتے تھے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق اور آپ کے اصحاب کے متعلق نازل ہوئی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئے گا کہ جس سے وہ محبت فرمائے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے۔

......ارشاد ربانی ہے:

وھو الذی جعلکم خلائف الارض . (سورۃ الانعام، آیت ۱۶۵)

وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔

......ارشاد رحمانی ہے: محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم . (سورہ الفتح، آیت ۲۹)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت نرم ہیں۔

اس آیت میں بھی حضور اکرم ﷺ کے خلفاء وصحابہ کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے

عظمت خلفاء حدیث کی روشنی میں:

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: قال رسول الله صلی الله علیه

وسلم ان اول دینکم بدأ نبوة و رحمة ثم یکون خلافة ورحمة ثم یکون ملکا و جبریة . (مسند بزار، قال السیوطی حدیث حسن، تاریخ الخلفاء ص۱۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارے دین کا ابتدائی معاملہ نبوت اور رحمت سے شروع ہوا پھر خلافت اور رحمت ہوگی اس کے بعد بادشاہ اور جابر لوگ ہوں گے۔

۶......حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم یوتی اللہ الملک من یشاء. (ابوداؤد۲/۲۸۲ واللفظ لہ، ترمذی۲، ص۴۵، مسند احمد۴/۲۷۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خلافت علی منہاج النبوۃ تیس سال رہے گی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا ملک عطا فرمادے گا۔

۷......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفة ...... الحدیث . (مسلم۲/۱۱۹)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بارہ خلفاء کے زمانے تک اسلام کو غلبہ رہے گا۔

۸......حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین.

(ابوداؤد۲/۲۷۹ واللفظ لہ، ابن ماجہ ص۵، ترمذی۲/۲۹۲، مشکوۃ ص۳۰)

تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔

*****

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اور

احادیث نبویہ

نذرانہ

عقیدت

از: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

خاص اس سابق سیر قرب خدا　　اوحد کاملیت پہ لاکھوں سلام
سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفا　　عزّ و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل　　ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المتقین　　چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل پر چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اتانی جبرئیل علیہ السلام فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی تدخل منہ امتی فقال ابوبکر یا رسول اللّٰہ وددت انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اما انک یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ من امتی.

(ابوداؤد ۲/۲۸۴، مشکوٰۃ ص ۵۵۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری اُمت داخل ہوگی۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور اس منظر کو دیکھتا آپ نے فرمایا اے ابوبکر میری امت میں سب سے پہلے تو جنت میں داخل ہوگا۔

● ...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قیل یا رسول اللہ ای الناس احب الیک قال عائشۃ قیل من الرجال قال ابوھا. (ابن ماجہ ص ۱۱)

عرض کیا گیا یارسول اللہ! لوگوں میں آپ کو کس سے زیادہ پیار ہے؟ فرمایا عائشہ سے۔ پوچھا گیا: مردوں میں فرمایا اس کے باپ ابوبکر سے۔

● ...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ان ابابكر دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انت عتيق الله من النار فيومئذ سمي عتيقا (ترمذی ۲/۲۰۸، مشکوۃ ص ۵۵۶)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: تجھے اللہ نے آگ سے آزاد کر دیا ہے، اس دن سے ان کا نام عتیق پڑ گیا۔

● ..... حضرت ابراہیم نخعی (تابعی) کہتے ہیں:

اول من اسلم ابوبكر الصديق.

(ترمذی ۲/۲۱۵ وقال هذا حديث حسن صحيح)

سب سے پہلے ابوبکر صدیق ؓ نے اسلام کا اظہار کیا۔

● ..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ان النبي صلى الله عليه وسلم امر بسد الابواب الا باب ابي بكر . (ترمذی ۲/۲۰۸)

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ کے دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند کرنے کا حکم دیا۔

● ..... حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مالاحد عندنا يد الا وكافيناه ما خلا ابابكر فان له عندنا يدا يكافيه الله بها يوم القيامة وما نفعني مال احد قط ما نفعني مال ابي بكر .

(ترمذی ۲/۲۰۷، واللفظ لہ، ابن ماجہ ص ۱۰، مشکوۃ ص ۵۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہم سے تعاون کیا اس کا ہم نے بدلہ دے دیا سوائے

ابوبکر کے اس کا ایسا تعاون ہے کہ اس کا بدلہ قیامت کو خدا عنایت فرمائے گا جو نفع مجھے ابوبکر کے مال نے دیا وہ کسی کے مال نے نہیں دیا۔

● ..... حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لابي بكر انت صاحبي على الحوض و صاحبي في الغار۔ (ترمذی ۲/۲۰۸، مشکوۃ ص ۵۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو میرا غار کا ساتھی اور حوض کا ساتھی ہے۔

● ..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينبغي لقوم فيهم ابوبكر ان يومهم غيره۔ (ترمذی ۲/۲۰۸، مشکوۃ ص ۵۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس قوم میں ابوبکر ہو تو مناسب نہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور امامت کرائے۔

● ..... حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے:

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من امن الناس علي في صحبته وماله ابوبكر ولو كنت متخذا خليلا غير ربي لاتخذت ابابكر خليلا ولكن اخوة الاسلام ومودته لا يبقين في المسجد باب الا سد الا باب ابي بكر.

(بخاری ۱/۵۱۶، واللفظ لہ، مسلم ۲/۲۷۲، ترمذی ۲/۲۰۷، مشکوۃ ص ۵۵۴)

لوگوں میں سب سے زیادہ جس نے اپنی ذات اور اپنے مال کو مجھ پر خرچ کیا وہ ابوبکر ہے

اور اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو ضرور بناتا' لیکن اسلامی اخوت اور اس کی مودت ہی کافی ہے۔ مسجد میں قطعاً کوئی دروازہ کھلا ہوا نہ ہو سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔

......حضرت محمد بن جبیر بن مطعم اپنے باپ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

اتت امرأة الى النبى صلى الله عليه وسلم فامرها ان ترجع اليه قالت ارأيت ان جئت ولم اجدك كانها تقول الموت قال ان لم تجدينى فاتى ابابكر.

(بخاری ۱/۵۱۶، واللفظ لہ، مسلم ۲/۲۷۳، ترمذی ۲/۲۰۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۵)

ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اسے دوبارہ آنے کو فرمایا اس نے کہا بتایئے! اگر میں آپ کے پاس آؤں اور (ظاہری طور پر) آپ کو نہ پا سکوں؟ اس سے اس کی مراد آپ کا وصال تھا۔ تو آپ نے فرمایا پھر ابوبکر کے پاس آ جانا۔

......حضرت ابودرداء ؓ بیان کرتے ہیں:

فقال النبى صلى الله عليه وسلم ان الله بعثنى اليكم فقلتم كذبت وقال ابوبكر صدق وواسانى بنفسه وماله فهل انتم تاركوا لى صاحبى. (بخاری ۱/۵۱۷)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا تو تم نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے اور ابوبکر نے کہا وہ سچے ہیں اور انہوں نے میرے ساتھ ذات و مال کے ذریعہ اچھا سلوک کیا تو کیا تم میری وجہ سے میرے دوست کو چھوڑ نہیں سکتے؟

......حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

جس نے اشیاء میں سے کسی چیز کا جوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا، اسے جنت کے دروازے سے پکارا جائے گا' اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے۔ جو نمازیوں سے ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا' جو مجاہدین سے ہوگا اسے "باب الجہاد" سے پکارا جائے گا جو اہل صدقہ میں سے ہوگا اسے "باب الصدقۃ" سے پکارا جائے گا اور جو روزہ داروں میں سے ہوگا اسے "باب الریان" سے پکارا جائے گا تو حضرت ابوبکر نے کہا جو ان دروازوں سے ضرورت کی وجہ سے پکارا جائے گا۔ اس پر کوئی وجہ ترجیح نہیں پھر ابوبکر نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کیا کوئی ایسا بھی ہے جو تمام دروازوں سے پکارا جائے گا فقال نعم وارجو ان تكون منهم ابابكر.

(بخاری ۱/۵۱۷، واللفظ لہ، ترمذی ۲/۲۰۸)

تو آپ نے فرمایا: ہاں ہے اور مجھے امید ہے کہ ابوبکر تو انہیں میں سے ہے۔

......حضرت عمر فاروق ؓ کا بیان ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا اور آپ کے حکم کے مطابق میرے پاس مال زیادہ تھا' میں نے کہا آج میں اگر ابوبکر سے بڑھ سکا تو ضرور بڑھوں گا۔ پس میں اپنا نصف مال لے آیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا اتنا ہی مال اور حضرت ابوبکر اپنا سارا مال آپ کے پاس لے آئے' آپ نے پوچھا گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا ہے؟ تو انہوں نے کہا

ابقيت لهم الله ورسوله قلت لا اسبقه الى شئى.

(ترمذی ۲/۲۰۸ وقال هذا حديث حسن صحيح، ابوداؤد ۱/۲۳۶، کتاب الزکوٰۃ،

باب الرخصة فی ذلک۔ مشکوٰۃ ص ۵۵۶)

میں ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں۔ تو میں نے کہا میں ابوبکر سے کسی کام میں نہیں بڑھ سکتا۔

● ..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں:

لم یمر علینا یوم الا یاتینا فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم طرفی النهار بکرة وعشیة.... فبینما نحن یوما جلوس فی بیت ابی بکر فی نحر الظهیرة قال قائل لابی بکر هذا رسول الله صلی الله علیه وسلم متقنعا فی ساعة لم یکن یاتینا فیها ...... الحدیث۔

(بخاری جلد ۱، ص ۳۰۷، ۵۵۳)

یعنی ہر روز رسول کریم ﷺ ابوبکر کے گھر میں صبح وشام تشریف لاتے تھے۔ پس دریں اثنا کہ ہم ایک دن حضرت ابوبکر کے گھر میں تھے۔ ظہر سے کچھ قبل کسی نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ آج رسول اللہ ﷺ سر مبارک ڈھانپے اس وقت ہمارے پاس تشریف لائے ہیں کہ اس وقت کبھی نہیں آئے۔ حضرت ابوبکر نے کہا: ان پر میرے ماں باپ فدا! اس وقت نبی کریم ﷺ کسی نئے کام کے پیش آنے کی وجہ سے ہی تشریف لائے ہیں۔ پس جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت جو بھی تمہارے پاس ہے، اسے گھر سے ایک طرف کر دو' حضرت ابوبکر نے عرض کیا: میرا باپ آپ پر قربان! یہ آپ کی زوجہ ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بھی ساتھ جاؤں گا؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا میرا باپ آپ پر نثار! میں نے ہجرت کیلئے دو اونٹنیاں تیار کر رکھی ہیں آپ ان میں ایک کو

اختیار فرمالیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے قیمت کے بدلے ایک اونٹنی لے لی ...... الخ

● ..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وکان ابوبکر هو اعلمنا.

(بخاری ۱/۵۱۶، والفضائل، مسلم ۲/۲۷۴، ترمذی ۲/۲۰۶)

ابوبکر ہم میں سب سے زیادہ عالم تھے۔

● ..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ صدیقی میں عرض کیا:

فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم. (بخاری ۱/۵۱۸، والفضائل، ترمذی ۲/۲۰۶، مشکوٰۃ ص ۵۵۵)

اے ابوبکر! آپ ہمارے سردار اور ہم سے بہتر اور سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہو۔

● ..... مزید فرماتے ہیں:

ابوبکر سیدنا. (بخاری ۱/۵۳۱)

ابوبکر ہمارے سردار ہیں۔

● ..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال ابوبکر الست احق بها الست اول من اسلم الست صاحب کذا الست صاحب کذا. (ترمذی ۲/۲۰۷)

حضرت ابوبکر نے خود فرمایا: کیا میں اس کا زیادہ حق نہیں رکھتا کیا میں پہلا مسلمان نہیں ہوں، کیا میں فلاں فلاں فضیلت والا نہیں ہوں؟ (تو لوگوں نے اعتراف

کیا کہ واقعی آپ ان صفات کے مالک ہیں)

● ...... حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ بیان کرتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انی ابرا الی کل خلیل من خلتہ ولو کنت متخذا خلیلا لا تخذت ابابکر خلیلا ان صاحبکم خلیل اللہ. (ترمذی جلد۲، ص۲۰۶، ابن ماجہ ص۱۰، واللفظ لہ، مشکوٰۃ ص۵۵۵، مسلم جلد۲، ص۲۷۳)

یعنی میں کسی کو خلیل بنانے سے بری ہوں۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو ضرور بناتا' بے شک تمہارا نبی اللہ کا خلیل ہے۔

● ...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں:

قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ ادعی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن و یقول قائل انا اولیٰ ا و یابی اللہ والمومنون الا ابابکر.

(مسلم جلد۲، ص۲۷۳، مشکوٰۃ ص۵۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے مرض میں فرمایا: میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلالاؤ کہ میں ایک مکتوب لکھ دوں۔ پس بے شک مجھے اندیشہ ہے کہ تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے والا کہے گا کہ صرف (خلافت کا) میں حقدار ہوں اور کوئی نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اور ایمان دار ابوبکر کے علاوہ سب کا انکار کرتے ہیں۔

● ...... حضرت عمر فاروق ﷛ سے روایت ہے کہ ان کے سامنے حضرت ابوبکر ﷛ کا ذکر کیا گیا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ میری آرزو ہے کہ میرے تمام اعمال ان کے ایک

دن اور ایک رات کے عمل کی شکل ہوتے۔ ان کی رات سے وہ رات مراد ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار ثور کی طرف روانہ ہوئے جب نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ﷛ غار کے پاس پہنچے تو عرض کرنے لگے اللہ کی قسم!

آپ اس وقت تک اس میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ میں پہلے اس میں داخل نہ ہو جاؤں۔ اس میں اگر کوئی چیز ہوئی تو وہ آپ کو نہیں بلکہ پہلے مجھے تکلیف پہنچائے گی۔ چنانچہ غار میں داخل ہو کر اس میں جھاڑو دیا۔ اس کی ایک جانب کچھ سوراخ پائے' جنہیں انہوں نے اپنا تہبند پھاڑ کر بند کر دیا۔ دو سوراخ بچ گئے ان میں اپنے پاؤں داخل کر دیئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ تشریف لے آئیں۔ آپ ﷺ غار میں تشریف لے گئے اور اپنا سر اقدس ان کی آغوش میں رکھ کر محو استراحت ہو گئے۔

سوراخ میں سے ان کے پاؤں پر ڈنک مارا گیا انہوں نے اس ڈر سے حرکت نہ کی کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہو جائیں گے۔ ان کے آنسو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس پر گرے تو آپ نے فرمایا ابوبکر تمہیں کیا ہوا؟ عرض کیا میرے والدین آپ پر فدا ہوں مجھے ڈسا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لعاب دہن لگایا تو درد جاتا رہا پھر وہ زخم ہرا ہو گیا اور وہی ان کی شہادت کا سبب بنا۔ رہا ان کا دن' تو رسول اللہ ﷺ کی رحلت ہوئی تو عرب کے بعض قبائل مرتد ہو گئے اور انہوں نے کہا ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ حضرت ابوبکر ﷛ نے فرمایا:

اگر وہ ایک رسی بھی روک لیں گے تو میں ان سے رسی کی بنیاد پر جہاد کروں گا۔

میں نے عرض کیا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! لوگوں کی دل جوئی کریں اور ان سے نرمی کریں۔ انہوں نے فرمایا کیا تم جاہلیت کے کام میں جابر و قاہر ہوتے ہو اور اسلام

کے کاروبار میں کمزور؟ وحی منقطع ہو چکی ہے اور دین کامل ہو چکا ہے کیا میرے جیتے جی اس میں کمی کی جائے گی۔ (رواہ رزین، مشکوٰۃ ص ۵۵۶)

*****

خلیفۂ اوّل بلافصل

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کے

(افکار و نظریات)

اصدق الصادقین، امام المتقین، خلیفۃ المسلمین، رأس العاشقین، شہسوار عرصۂ محبت، پروانۂ شمع رسالت، راز دار مصطفیٰ، اداشناس محبوب خدا، پیکر صدق وصفا، محور تسلیم و رضا، حامل نور خدا، یار غار مصطفیٰ، کشتۂ عشق محبوب الوریٰ حضرت سیدنا صدیق اکبر ﷺ۔ آپ وہ شخصیت ہیں جنہیں قدرت نے ازل ہی سے اپنے محبوب کی رفاقت ومعیت اور محبت وعقیدت کیلئے چن رکھا تھا۔ اعلان نبوت سے قبل ہی آپ کو حضور اکرم ﷺ کی رفاقت، صحبت اور سنگت کا شرف حاصل ہو چکا تھا اور اعلانِ نبوت کے ہوتے ہی آپ نے بلا چون وچرا اور بلا حیل وحجت دامن اسلام سے وابستگی حاصل کی۔ آپ کی ایک اعجازی شان یہ ہے کہ آپ کا شجرہ نسب ماں اور باپ دونوں طرف سے ساتویں پشت میں (حضرت مرہ پر) حضور اکرم ﷺ کے شجرہ مبارکہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کو یہ امتیازی خصوصیت بھی حاصل ہے کہ آپ کی چار پشتیں شرف صحابیت سے مشرف ہوئیں۔ آپ کی صحابیت کا ذکر خود قرآن میں بایں الفاظ موجود ہے۔

اذ یقول لصاحبہ (التوبہ:۴۰)

اسی لئے علماء کا موقف ہے کہ صدیق اکبر ﷺ کی صحابیت کا انکار کفر ہے۔ آپ نے مشرف باسلام ہونے سے پہلے بھی کبھی شراب نہیں پی تھی۔ وہ حضرت صدیق ہی تھے جنہوں نے معراج شریف جیسے محیر العقول واقعہ کی بغیر کسی تذبذب کے تصدیق فرمائی۔ ہجرت کی رات اپنا گھر بار چھوڑ کر اپنے محبوب اکرم ﷺ کے اشارۂ ابرو پر ان کے ساتھ ہو لئے اور گھر سے لے کر غار تک اور غار سے لے کر مدینہ طیبہ تک غلامی ونیاز مندی کا حق

ادا کر دیا۔ آپ کے عظیم کارناموں میں فتنہ ارتداد کا سد باب' منکرین زکوٰۃ سے جنگ' جھوٹی نبوتوں کے دعویداروں کا تعاقب' فتح عراق وشام کی تکمیل اور تدوین قرآن حکیم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بارگاہ لم یزل سے آپ کو ابتداء ہی سے فطرت کی سلامت روی' قلب ونظر کی پاکیزگی اور ذکاوت وفطانت کی بلند پروازی عطا کی گئی تھی۔ آپ جود وسخا' حلم وحیاء، وفاداری وانکساری' شجاعت وبہادری' صلہ رحمی ومہمان نوازی' صداقت وامانت' قناعت وشرافت اور شفقت ومحبت جیسے اوصاف حمیدہ میں ضرب المثل بن چکے تھے اور اس بات کا اقرار آپ کے دشمنوں کو بھی تھا۔ آپ دو سال تین ماہ اور گیارہ دن تخت خلافت پر ضوفگن رہے اور ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو آپ کا وصال ہوا۔
(رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا)

صدیقی افکار ونظریات:

یہ بات مسلمہ ہے کہ دور حاضر فتنہ وفساد اور انتشار وافتراق کا دور ہے، لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کہ بایں ہمہ مسلمانوں کے دلوں میں اپنے بزرگوں (صحابہ کرام' اہل بیت عظام ودیگر سلف صالحین) کی عزت' عظمت اور محبت جاگزیں ہے۔ مسلمان آج بھی ان کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور ان کے افکار ونظریات کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہی کی روشنی میں اپنے عقائد ونظریات کو ترتیب دینے کی کوششیں کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن حکیم نے نبیوں' صدیقوں اور شہیدوں کے علاوہ صالحین (بزرگ اور نیک لوگوں) کے راستے کو بھی صراط مستقیم کے نام ہی سے تعبیر کیا ہے۔ (النساء:۶۹)
اور مسلمان اس صراط مستقیم کو اپنانے کی تگ ودو کرتے ہیں۔ لہٰذا دور حاضر کی

فتنہ سامانیوں کے پیش نظر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چند افکار ونظریات کا ذکر کر دیا جائے تاکہ اہل انصاف جان سکیں کہ کون سا مذہب اور کون سی جماعت جادۂ حق پر گامزن ہے اور اپنے عقائد کو صدیقی افکار ونظریات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش فرمائیں۔

حضور غیب دان ہیں:

واقعہ ایمان کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تاجر تھے۔ آپ ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے ملک شام روانہ ہوئے۔ رات کو محو استراحت ہوئے تو ایک عجیب سا خواب دیکھا کہ (باختلاف روایات) چاند' سورج آسمان سے اُترے ہیں اور آپ نے ان دونوں کو سینوں سے لگا لیا۔ علی الصبح بحیرہ راہب کے پاس گئے' اس نے پوچھا کہاں سے آئے ہیں؟ فرمایا: مکہ سے' پھر پوچھا: کس خاندان سے تعلق ہے؟ فرمایا: قریش سے' پھر سوال کیا آپ کیا کام کرتے ہیں؟ فرمایا: تاجر ہوں' اس نے آپ کے خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ تمہارا خواب یوں پورا ہوگا:

فانہ یبعث نبیا من قومک تکون وزیرہ فی حیاتہ و خلیفتہ من بعد وفاتہ (زرقانی علی المواہب ۱/۲۴۰۔۲۳۹' الریاض النضرہ ۱/۲۱۳' سیرت حلبیہ ۱/۲۷۴، خصائص کبریٰ ۱/۲۷' تاریخ دمشق ۹/۲)

بے شک تیری قوم سے ایک نبی مبعوث ہوگا تو تم اس کی حیات میں اس کے وزیر ہوگے اور بعد از وفات اس کے خلیفہ اور جانشین ہوگے۔

واپسی پر حضرت صدیق در مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء پر حاضر ہوئے' پوچھا کہ آپ

نے دعویٰ نبوت کیا ہے؟ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: ہاں! عرض کیا: کوئی دلیل؟ فرمایا: کیا وہ دلیل کم ہے جو ملک شام میں دیکھ کر آئے ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً کلمہ پڑھا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

اس واقعہ کو وہابی حضرات کے معتبر و مستند مصنف نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی نے اپنی کتاب تکریم المومنین ص ۱۰، ۱۱ پر نقل کیا ہے۔

اب دیکھئے! یہ خواب آپ نے ملک شام میں دیکھا اور اس کو صرف راہب ہی جانتا تھا لیکن حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر اسے ملاحظہ فرما لیا اور اس کا حوالہ دیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سوچا جو واقعہ میں نے خواب میں دیکھا اور صرف راہب کو بتایا یہ اسے بھی جانتے ہیں' لہٰذا سچے نبی ہیں۔ گویا آپ نے حضور ﷺ کے عطائی علم غیب کی تصدیق کرتے ہوئے اسلام قبول کیا۔ اب گزارش یہ ہے کہ جو لوگ اس بات کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ نبی کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھنے والا مسلمان نہیں' وہ بتائیں کہ اگر کوئی مسلمان علم غیب کا نظریہ رکھ لے تو آپ اسے دائرہ اسلام سے نکال باہر کرتے ہیں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے متعلق کیا خیال ہے؟ آپ کا اسلام معتبر ہے یا کہ نہیں؟ کیونکہ آپ نے علم غیب کی تصدیق کرتے ہوئے کلمہ پڑھا تھا۔

اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کافی ہیں:

غزوۂ تبوک کے موقع پر محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے اپنے جانثاروں کو جہاد کیلئے تعاون کی تلقین فرمائی۔ حسب استطاعت آپ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں تعاون پیش کیا گیا۔ انتظار تھا پروانہ شمع رسالت، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا۔ چند گھڑیاں گزریں' آپ

حاضر خدمت ہوئے اور اپنا تعاون بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ زبان رسالت مآب سے سوال ہوا صدیق! کیا لائے ہو اور کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عاشق زار نے فدویانہ لہجے میں عرض کیا: میرے آقا! گھر والوں کیلئے چھوڑنا کیا تھا؟ آپ کے حکم پر سارا مال و دولت آپ کے مبارک قدموں میں ڈھیر کر دیا ہے۔ باقی رہ گئے گھر والے!

ابقیت لهم الله ورسوله.

(ترمذی ۲/۲۰۸، ابوداؤد ۱/۲۳۶، کتاب الزکوٰۃ، مشکوٰۃ ص ۵۵۶)

ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔

⁕ ...... حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پس گفت ابوبکر باقی گذاشته ام برائے ایشاں خدا و رسول خدا۔ یعنی هیچ چیز از مال باقی نه گذاشته ام فضل خدا و رازقیت او' و امداد و اعانت رسول خدا برائے ایشاں بس است۔

(اشعۃ اللمعات ۴/۶۳۹)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں ان کیلئے اللہ و رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں یعنی میں نے دولت اور مال میں سے تو کچھ نہیں چھوڑا صرف اللہ کا فضل و رازقیت اور اس کے رسول کی مدد و اعانت ان کیلئے چھوڑ کر آیا ہوں۔

دیکھ لیں! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور ﷺ کی مدد کے بھی قائل ہیں۔ آج کل اس عقیدہ کو شرک کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں کیلئے اس واقعہ میں درس عبرت ہے' جنہوں نے ایک اشتہار شائع کیا ہوا ہے' جس کا عنوان یہ سوال ہے "کیا ہمارے لئے صرف اللہ کافی نہیں؟" اور اس عنوان سے وہ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ

صرف اللہ ہی کافی ہے' باقی کسی نبی' ولی کی کوئی ضرورت نہیں' اور نہ ہی وہ کوئی مدد کر سکتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں کافی ہیں۔ اسی لئے تو آپ نے عرض کیا تھا: میں ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں۔

تفصیل کے لیے ہمارا شائع کردہ اشتہار ''کیا ہمارے لیے اللہ کافی نہیں؟'' ملاحظہ فرمائیں!۔

نماز میں تعظیم نبوی:

پہلا واقعہ:

صاحب خلق عظیم، رؤف ورحیم حضرت رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ایک دفعہ بنی عمرو بن عوف کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے قباء شریف تشریف لے گئے۔۔۔ واپسی میں آپ کو کچھ تاخیر ہوگئی۔۔۔ حضرت بلال ؓ نے اذان پڑھی، حضرت صدیق اکبر ؓ کی بارگاہ میں عرض گذار ہوئے! اللہ کے رسول ﷺ کو تاخیر ہوگئی ہے، کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے؟۔

آپ نے فرمایا: جیسے آپ کی مرضی ہے۔۔۔ تو حضرت بلال ؓ نے اقامت کہی۔۔۔ حضرت صدیق مصلئے امامت پر جلوہ افروز ہوئے۔۔۔ ابھی تکبیر کہہ کے نماز کا آغاز کیا ہی تھا کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے۔۔۔ صحابہ کرام ؓ نے حضرت صدیق ؓ کو پوری طرح متوجہ کرنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن آپ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اس دارفانی سے، بالکل بے خبر ہو جاتے تھے۔۔۔ جب آپ نے توجہ نہ فرمائی تو صحابہ کرام ؓ نے زور زور سے تالیاں بجائیں۔۔۔ حضرت صدیق ؓ نے

کافی شور سنا، تو ادھر متوجہ ہوئے تو اچانک چہرۂ والضحیٰ پر نظر پڑی۔۔۔ محبوب دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز پڑھاتے رہو۔ لیکن یہ صدیق تھے جو کشتۂ عشق رسول تھے۔۔۔ محبوب پاک کا اشارہ دیکھا تو ہاتھ بلند کر کے اللہ کی حمد وثنا کی اور الٹے پاؤں پیچھے ہٹ گئے۔۔۔ سرکار ابد قرار ﷺ آگے بڑھے۔۔۔ نماز پڑھائی۔۔۔ بعد از فراغت صحابہ کرام ؓ سے فرمایا: تم نماز میں تالیاں بجا رہے تھے اگر کوئی معاملہ پیش آجائے تو سبحان اللہ کہہ کے امام کو متوجہ کرو۔۔۔ ہاں عورتیں تالی بجا سکتی ہیں۔۔۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر ؓ سے فرمایا: ابوبکر! جب میں نے اشارہ کر دیا تھا تو امامت کرانے سے تجھے کس چیز نے روکا؟۔ حضرت صدیق نے مؤدبانہ عرض کیا:

ما کان ینبغی لابن ابی قحافۃ ان یصلی بین یدی رسول اللہ ﷺ۔

(بخاری ۱/۱۶۵، مسلم ۱/۱۷۹، ابوداؤد ۱/۱۳۶)

ابو قحافہ کے بیٹے (ابوبکر) کو روا نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔۔۔

حضور! میری محبت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ میں آگے ہوں اور آپ پیچھے۔۔۔ مجھے آپ کے ادب واحترام نے نماز پڑھانے سے منع کیا ہے۔۔۔ آپ کی تعظیم وتوقیر نے مجھے پیچھے ہٹنے پہ مجبور کر دیا۔۔۔

دوسرا واقعہ:

جان دوعالم' روح کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے ایام علالت میں ایک روز آپ ﷺ کے حکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت صدیق اکبر ؓ کی امامت میں

نماز پڑھ رہے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کو کچھ افاقہ محسوس ہوا تو آپ حضرت عباس ؓ اور حضرت علی ؓ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر حجرۂ مبارکہ کے دروازہ تک تشریف لائے' کاشانۂ اقدس کا پردہ مبارک اُٹھایا اور صحابہ کرام کو دیکھ کر تبسم فرمانے لگے۔ ادھر صحابہ کرام کو آپ کا علم ہوا تو انہوں نے خوشی کے مارے صفیں توڑ کر چہرہ محبوب کو دیکھنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ حضرت صدیق اکبر ؓ کو جب معلوم ہوا تو آپ مصلی چھوڑ کر اپنے پاؤں پیچھے کرنے لگے' اس گمان سے کہ حضور ﷺ آرہے ہیں۔ قریب تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نمازیں توڑ دیتے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں اشارہ فرماتے ہوئے کہا:

اتموا صلاتکم وارخی الستر۔ (بخاری ۱/۹۴)

"نماز مکمل کرلو اور کاشانۂ اقدس کا پردہ ڈال دیا"

سبحان اللہ! حضرت صدیق اکبر ؓ سمیت تمام صحابہ کرام حالت نماز میں محبوب خدا' تاجدار انبیاء ﷺ کی تعظیم بجالا رہے ہیں۔ ایک طرف صحابہ کرام کا یہ عمل مبارک اور دوسری طرف دیوبندی اور وہابی حضرات کے پیشوا اسماعیل دہلوی کا یہ فتویٰ کہ نماز میں حضور اکرم ﷺ کا خیال بیل اور گدھے کے خیال میں غرق ہونے سے برا ہے کیونکہ حضور کا خیال ادب اور تعظیم سے آتا ہے۔

(صراط مستقیم ص ۱۱۸ اُردو ملخصاً مطبوعہ نشریات اسلام) معاذ اللہ

اب پوچھیے ان توحید کے ٹھیکیداروں سے کہ حضرت ابوبکر ؓ کو نماز میں حضور ﷺ کا خیال ہی نہیں آیا بلکہ آپ نے اپنی ساری ہمت تعظیم کے لیے صرف بھی کردی حتی کہ انہوں نے از روئے تعظیم مصلی بھی چھوڑ دیا' بتایئے! صحابہ کرام کی نمازوں کے متعلق کیا خیال ہے؟ ایک طرف تمہارا مذکورہ فتویٰ اور ایک طرف آقائے دو جہاں کا

فرمان کہ میرے صحابہ جس نماز میں تم نے میری تعظیم کی ہے، اسے مکمل کرلو دونوں میں سے کون سا موقف درست ہے' تمہارا فتویٰ یا حضور ﷺ کا حکم مبارک؟

؎..... بول کہ لب آزاد ہیں تیرے

❁..... حضرت صدیق اکبر ؓ بارگاہ رسالت میں نہایت آہستہ آواز سے بات چیت کرتے تھے۔ (الریاض النضرہ)

❁..... آپ منبر کی اس سیڑھی پر نہیں بیٹھتے تھے جس پر حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ (طبرانی اوسط' تاریخ الخلفاء ص ۷۲)

❁..... حضرت صدیق اکبر ؓ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں وصال سے قبل اور بعد دونوں حالتوں میں آواز بلند نہیں کرنی چاہیے۔ (وفاء الوفاء ۲/۵۵۹)

وصال کے بعد "یا نبی" کہنا:

جب جانِ کائنات' باعث تخلیق کائنات' حضرت رسول اکرم ﷺ رفیق اعلیٰ سے واصل ہوئے تو صحابہ کرام میں چیخ و پکار پڑ گئی۔ حضرت صدیق اکبر ؓ کو جب اس عظیم حادثہ کا علم ہوا تو آپ مسجد نبوی میں پہنچے اور وہاں سے سیدھے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک حجرہ میں آئے، تو کیا دیکھا؟ محبوب خدا بردِ یمانی میں ملبوس لیٹے ہوئے ہیں، آپ ؓ نے رُخ انور سے پردہ اُٹھایا' جھک کر رُخ یار کو بوسہ دیا' صبر کا پیمانہ چھلک پڑا' چھم چھم آنکھیں برسنے لگیں' عرض کیا:

بابی انت یا نبی اللہ لا یجمع اللہ علیک موتتین

(بخاری ۱/۱۶۶)

اے اللہ کے نبی! میرا باپ آپ پر قربان! اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں نہیں دے گا۔

⁕......دوسری روایت کے مطابق یارِ غار حضرت صدیق اکبر ؓ نے محبوب پاک ﷺ کو یہ پیغام عرض کیا:

اذکرنا یا محمد عند ربک عزوجل

(شرح شفاء ۱/ ۳۵۶، زرقانی علی المواہب ۸/ ۲۸۲)

حضور! اپنے رب کی بارگاہ میں ہم (غلاموں) کو بھی یاد فرمالینا۔

وہابی حضرات کے مشہور عالم وحید الزماں حیدر آبادی نے لکھا ہے:

روایت میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر ؓ کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ تو ان کا پاؤں درست ہو گیا۔ (لغات الحدیث ۲/ ۱۹)

حضرت صدیق اکبر ؓ حضور ﷺ کے وصال کے بعد یا نبی اللہ! یا محمد! اور یا رسول اللہ ﷺ کے نعرے لگا رہے ہیں، لیکن آج کل توحید کے ٹھیکیدار اسے بھی شرک گردانتے ہیں۔ (استغفر اللہ)

سب کچھ حضور ﷺ کا ہے:

عظمت و مقام صدیق کے اظہار کیلئے ایک بار حضور اکرم ﷺ یوں گویا ہوئے

مانفعنی مال قط مانفعنی مال ابی بکر۔

جتنا فائدہ مجھے ابوبکر کے مال نے دیا اتنا کسی کے مال نے نہ دیا۔

عاشق زار نے جب یہ کلمات سنے تو رو پڑے اور روتے ہوئے عرض کیا: آقا!

یارسول اللہ ھل انا و مالی الا لک یا رسول اللہ

(ابن ماجہ ۱۰، تاریخ الخلفاء ۳۸، مسند احمد ۲/ ۲۵۳، کنز العمال ۱۱/ ۵۴۹)

یارسول اللہ میں کیا اور میرا مال کیا، سب کچھ آپ ہی کا ہے یارسول اللہ!

دیکھئے! حضرت ابوبکر ؓ حضور انور ﷺ کو اپنی جان اور مال کا مالک و مختار سمجھتے ہیں۔ اب پوچھئے! موجودہ توحیدیوں سے کہ کیا اس طرح خدا کی ملکیت و اختیار میں کوئی فرق تو نہیں آئے گا؟

حضور موت و حیات میں بھی مختار ہیں:

خطیب الانبیاء حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء نے صحابہ کرام ؓ کے مجمع میں ایک مرتبہ (آخری ایام میں) خطبہ ارشاد فرمایا۔ دوران خطاب فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ دنیا میں رہے یا خدا کے پاس چلا جائے، اس بندے نے اللہ کے پاس جانے کو پسند کرلیا ہے۔ اس مجمع میں حضرت ابوبکر ؓ بھی موجود تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنتے ہی آپ زار و قطار رو دیئے۔ صحابہ کرام ؓ نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس بزرگ کو کس چیز نے رُلایا؟ حضور تو کسی بندے کی بات کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

فکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھو العبد۔ (بخاری ۱/ ۶۷)

وہ شخصیت حضور ہی تو ہیں (جنہیں دنیا و آخرت کا اختیار دیا گیا ہے)

ترمذی شریف میں حضرت ابوبکر ؓ کے الفاظ یوں نقل کئے گئے ہیں:

فکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھو المخیر

(ترمذی ۲/ ۲۰۷)

جسے دُنیا میں رہنے یا آخرت میں چلے جانے کا اختیار دیا گیا ہے وہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔

اب سوچئے! حضرت صدیق اکبر ؓ تو حضور کو موت وحیات تک کے مالک و مختار مانتے ہیں، جبکہ دیوبندی اور وہابی حضرات کا پیشوا اسماعیل دہلوی لکھتا ہے:

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۶۸، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور)

ـ..... تمہی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟

حضور ﷺ جنت کے مالک ہیں:

وہ دس خوش نصیب افراد جنہیں حضور اکرم ﷺ نے ایک موقع جنتی ہونے کی بشارت سنائی۔ ان عشرہ مبشرہ صحابہ کرام میں سب سے اوّل نمبر پر حضرت صدیق اکبر ؓ کا نام مبارک آتا ہے۔ (ترمذی ۲/۲۱۶، ابن ماجہ ۱۳، مشکوٰۃ ۵۶۶)

دیگر صحابہ کرام کی طرح حضرت صدیق اکبر ؓ نے بھی اعتراض نہیں کیا کہ حضور جنت کا مالک تو خدا ہے، وہ جسے چاہے جنتی بنائے، آپ کو یہ اختیار کہاں حاصل ہے؟ آپ یہ اعلان عام کرنے سے پہلے اس سے اجازت تو لے لیں۔ پورا ذخیرہ احادیث بھی کھنگال ڈالیں! کہیں سے یہ اعتراض نہیں ملے گا۔ کیونکہ اجازت وہ لیتا ہے جو مالک نہ ہو، چیز کا مالک اسے کسی کو آگے دینے کے لیے اذن نہیں مانگتا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کو جنت کا مالک بنادیا ہے اس لیے آپ جس غلام کو چاہیں عطا فرمائیں، کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔

تو گویا تمام صحابہ ؓ سمیت حضرت ابوبکر ؓ کا یہ نظریہ تھا کہ حضور مالک جنت ہیں، جسے چاہیں جنت کا ٹکٹ عنایت فرمادیں۔ گویا:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ (ﷺ) کے جنت رسول اللہ کی (ﷺ)

حضور شافی الامراض ہیں:

غار ثور میں جب حضرت صدیق اکبر ؓ کو سانپ نے ڈسا تو حضور ﷺ سے عرض کیا: آقا! سانپ نے ڈسا ہے۔

فتفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذهب مايجده۔

(مشکوٰۃ ۵۵۶)

پس رسول خدا ﷺ نے اپنا لعاب مبارک زہر والی جگہ پر لگایا تو زہر کا اثر بالکل جاتا رہا۔ اس واقعہ کو وہابی حضرات کے پیشوا نواب صدیق حسن خان نے بھی تکریم المومنین ص ۲۵ پر نقل کیا ہے۔

اللہ اکبر! حضور بھی جانتے تھے کہ میرے لعاب میں بیماری سے شفا کی تاثیر موجود ہے اور حضرت صدیق اکبر ؓ بھی سمجھتے تھے کہ آپ شافی الامراض ہیں، تبھی تو پاؤں آگے بڑھایا لیکن نام نہاد توحیدیوں کو اس سے بھی شرک کی بو آتی ہے۔ (العیاذ باللہ)

نیا کام اچھا ہو تو بدعت نہیں:

جنگ یمامہ میں بہت سارے حفاظ قرآن شہید ہوگئے تو وقت کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے حضرت فاروق اعظم ؓ، بارگاہ صدیقی میں عرض گزار ہوئے:

"جنگوں میں اگر قرآن کے حفاظ یونہی شہید ہوتے رہے تو خطرہ ہے کہیں قرآن کریم کا بیشتر حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ میری رائے ہے کہ آپ جمع قرآن کا انتظام فرمائیں"۔

حضرت صدیق اکبر ؓ نے جواباً ارشاد فرمایا جو کام حضور ﷺ نے نہیں کیا' وہ میں کیسے کرسکتا ہوں؟ حضرت عمر نے عرض کیا:

هو واللّٰه خير فلم يزل عمر يراجعني فيه حتى شرح الله لذالك صدري. (بخاری ۲/۶۷۶، واللفظ لہ مشکوٰۃ ۱۹۳)

خدا کی قسم! یہ اچھا کام ہے (حضرت ابوبکر فرماتے ہیں) عمر مسلسل مجھ سے اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کیلئے میرا بھی سینہ کھول دیا۔

لہٰذا حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جمع قرآن کا حکم جاری فرمادیا اور حضرت زید بن ثابت ؓ نے کتابی شکل میں قرآن مرتب کردیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت صدیق' حضرت عمر اور حضرت زید بن ثابت اور دیگر صحابہ کرام ؓ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جو کام حضور اکرم ﷺ نے نہ کیا ہو اگر وہ اچھا اور پسندیدہ عمل ہے تو اسے شرعاً بدعت نہیں کہا جائے گا' اس کو اپنانا اور بجالانا بالکل درست ہے اور لمحہ فکریہ ہے ان حضرات کیلئے جو ہر نئے کام کو بدعت جیسے ناپاک تیر سے چھلنی کردیتے ہیں۔

واقعہ معراج کو بلا دلیل ماننا:

شب اسریٰ کے دولہا' سیاح لامکاں' رسول انس وجان ﷺ نے معراج سے واپسی علی الصبح جب بیان فرمایا کہ میں بیت المقدس کی سیر کرآیا ہوں تو مشرکین مکہ

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس آئے' کہنے لگے کیا خیال ہے تمہارے ساتھی کہہ رہے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس دیکھ کر آیا ہوں؟ آپ نے فرمایا کیا انہوں نے یہ فرمایا ہے؟ بولے ہاں! تو آپ نے فرمایا آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔

انى لا صدقه فيما هو ابعد من ذالك اصدقه بخبر السماء فى غدوة وروحة. (تاریخ الخلفاء ۲۹ واللفظ لہ، المستدرک ۳/۶۷۹ قدیمی کتب خانہ، تفسیر ابن جریر ۱۵/ ۵، روح البیان ۵/۱۲۶ تفسیر نیشاپوری/ ۷، تفسیر کبیر ۵/۳۲۸، الریاض النضرہ)

یعنی میں تو دن رات آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا رہتا ہوں جو اس سے بھی متفاوت اور بلند ہیں (لہٰذا اس کی تصدیق کیوں نہ کروں گا)

● ...... اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حاکم لکھتے ہیں:

هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه۔ (المستدرک ۳/۶۷۹)

یہ حدیث صحیح ہے۔

● ...... ذہبی لکھتے ہیں:

وافقه الذهبى فى التلخيص: صحيح۔ (المستدرک)

یعنی یہ حدیث صحیح ہے۔

● ...... سیوطی لکھتے ہیں:

اسناده جيد۔ اس کی سند درست ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۹)

اللہ اکبر! مسلک صدیق اکبر ؓ کو دیکھئے! لوگ تو اس چکر میں پھنسے رہتے ہیں کہ فلاں روایت کا فلاں' فلاں راوی ضعیف ہے' لہٰذا معتبر نہیں۔ حضرت صدیق ؓ نے واضح کر

دیا کہ عظمت و رفعت مصطفےٰ ﷺ کی بات اگر کوئی کافر اور مشرک بھی بتائے تو بلا چون و چرا سر تسلیم خم کر دو! محبت نبوی کا یہی تقاضا ہے۔

دشمن احمد پہ شدت:

جب حدیبیہ کے مقام پر عروہ بن مسعود نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ اپنے صحابہ پر نازاں نہ ہوں اگر قریش تم پر غالب آ گئے تو یہ سب جان چھڑا کے بھاگ کھڑے ہوں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ اس وقت بھی حضرت صدیق اکبر ؓ کی غیرت ایمانی کو جوش آیا اور عروہ بن مسعود کو ایسا جملہ کہا کہ اس کے ہوش ٹھکانے آ گئے۔ آپ نے فرمایا:

امصص بظر اللات۔

(بخاری ۱/۳۷۸، مسند احمد ۴/۳۲۹، البدایہ والنہایہ ۴/۱۷۴، دلائل النبوۃ ۴/۱۰۲)

جاؤ (اپنے معبود) لات کی شرمگاہ چوسو!

● ..... حضرت صدیق اکبر ؓ فرماتے ہیں کہ جو حضور اکرم ﷺ کی توہین کرے وہ قتل کے لائق ہے۔ (سنن نسائی رقم ۴۰۷۱، ابو داؤد رقم ۴۳۶۳، مسند احمد رقم ۵۵، المستدرک رقم ۸۲۱۱، الشفاء ۲/۱۹۶، تاریخ الخلفاء ص ۹۷)

مزید فرماتے ہیں: **فمن تعاطی ذالک من مسلم فھو مرتد**

جو مسلمان یہ کام کرے وہ مرتد (دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل) ہے۔

غیرت ایمانی:

اسی طرح ایک بار آپ نے فنحاص یہودی کو کہا کہ اللہ کو قرض حسنہ دو تو اس نے

کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی ہیں۔ اس کے منہ سے یہ گستاخانہ الفاظ سننے تھے کہ صدیق اکبر ؓ کی ایمانی غیرت کو جوش آیا، آپ نے اسے زناٹے دار تھپڑ لگا دیا۔ (روح البیان ۲/۱۳۷، در منثور ۲/۱۰۶، تفسیر ابو سعود ۲/۱۲۱، روح المعانی جلد ۴، جز ۴، ص ۱۴۰، تفسیر کبیر ۹/۱۱۷)

● ..... جنگ بدر میں جب آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن میدان میں آئے تو ان کے ساتھ مقابلہ کی اجازت حضرت ابو بکر نے خود مانگی۔

(اسباب النزول للواحدی ص ۳۳۴، للسیوطی ص ۸۲)

● ..... حضرت ابو بکر ؓ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن ؓ سے کہا اگر میدان بدر میں تو میری تلوار کی زد میں آ جاتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳۶)

اس واقعہ سے روز روشن کی طرح آشکارا ہے کہ مسلمان کو غیرت مند ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ، رسول اکرم یا کسی دینی شعار کی توہین دیکھ کر حالات کی رو میں نہیں بہنا چاہیئے، بلکہ ایسے لوگوں کی حتی المقدور سرکوبی کرنی چاہیئے۔ اسلام میں صلح کلیت کا کوئی تصور نہیں۔

● ..... حضرت ابو بکر ؓ کے والد حضرت ابو قحافہ ؓ نے اسلام لانے سے قبل جب نبی کریم ﷺ کو گالی دی تو انہوں نے اپنے باپ کو زور سے تھپڑ مارا، جس سے وہ پشت کے بل گر پڑے۔ سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں جب اس کا ذکر ہوا تو حضرت صدیق اکبر ؓ نے عرض کیا اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اس کو قتل کر دیتا۔ (اسباب النزول للواحدی ص ۳۳۴، اسباب النزول للسیوطی ص ۸۲، رقم الحدیث ۷۱۴، مطبوعہ بیروت)

قارئین محترم دیکھیں! حضرت ابو بکر صدیق ؓ دشمن خدا و مصطفےٰ کو کیسی

کھری کھری سنا رہے ہیں؟ آج اگر کسی گستاخ رسول کے متعلق شدت اختیار کی جائے تو لوگ اسے تعصب اور غیر مہذبانہ طریقہ قرار دیتے ہیں جبکہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا فیصلہ ہے کہ:

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

جسم نبوی کی برکت:

حضرت جابر ؓ کا بیان ہے کہ

میرے والد (عبداللہ) کا انتقال ہو گیا اور ان پر بہت سارا قرض تھا' تو میں نے قرض خواہوں سے کہا کہ اس قرض کے بدلے میں یہ کھجوریں لے لو لیکن انہوں نے انکار کیا۔ ان کا خیال تھا کہ ان کھجوروں سے قرض پورا نہیں ہو گا۔ پس میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس بات کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: جب تو انہیں (کھجوریں) کاٹ لے تو انہیں ایک ٹوکرے میں رکھ کر اللہ کے رسول کو (مجھے) بتا دینا (جب میں نے آپ کو عرض کیا) تو آپ حضرت ابوبکر و عمر کے ساتھ تشریف لائے۔ آپ کھجوروں پر بیٹھے اور دعائے برکت فرمائی پھر آپ نے فرمایا:

اپنے قرض خواہوں کو بلا لاؤ اور انہیں پورا پورا بدلہ دیتے جاؤ۔ پس میرے والد پر جتنا قرض تھا وہ سارا ادا ہو گیا۔ اور تیرہ وسق کھجوریں بچ گئیں۔ سات وسق عجوہ اور چھ وسق لونی۔ پس میں نماز مغرب کے وقت رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کیلئے گیا تو آپ سے اس کا ذکر کیا۔ پس آپ مسکرائے فقال ائت ابابکر و عمر فاخبرهما فقالا

لقد علمنا اذ صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم ما صنع ان سيكون ذلك. (بخاری ۱/۳۷۴)

آپ نے فرمایا: ابوبکر و عمر کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ (جب ان کو بتایا) تو دونوں نے کہا ہم تو پہلے ہی یقین رکھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کیا ہے اس کی وجہ سے ایسا ہو کے رہے گا۔

معلوم ہوا صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کا ایمان تھا کہ وجود نبوی (صلی اللہ علیٰ محمد وآلہ وسلم) لگنے اور آپ کی دعا کے بدلے میں برکتوں کی برکھا برس پڑتی ہے۔ آپ کا جسم اور دعا بے مثل ہے۔

محبوب کے نام کی تعظیم:

تعظیم محبوب کا کوئی طریقہ شرعاً مخصوص و متعین نہیں ہے' ادب اور تعظیم کے مختلف طرق میں سے ایک طریقہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بتایا کہ محبوب انور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں' مؤذن رسول حضرت بلال ؓ آئے' اذان شروع کی' عاشق زار حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جب اس جملہ میں اسم گرامی "اشهد ان محمدا رسول الله" سنا تو دونوں انگوٹھے چومے اور آنکھوں سے لگا لئے۔

(تفسیر روح البیان ۷/۲۲۹، حاشیہ تفسیر جلالین ۳۵۷، مقاصد حسنہ ۳۸۳)

حضرت صدیق ؓ رأس العاشقین ہیں' آپ کا عمل حجت اور دلیل ہے۔ اسی لئے محدث امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

واذا ثبت رفعه على الصديق فيكفي العمل به. لقوله عليه

الصلوۃ والسلام :علیکم، بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین۔

(موضوعات کبریٰ ۲۱۰،عربی موضوعات کبیر ص ۳۳۹،اردو)

جب یہ بات حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے ثابت ہے تو عمل کیلئے کافی ہے۔کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔

محبوب سے دفن کی اجازت مانگنا:

عاشق زار حضرت صدیق اکبر ؓ کا آخری وقت ہے...... چند گھڑیوں کے مہمان ہیں، اچانک دل میں ایک خیال آیا تو چند صحابہ کرام ؓ کو بلایا...... ارشاد فرمایا: جب میری روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے تو میرے غسل اور کفن کے بعد آستانہ محبوب پر لے جانا! بارگاہ بے کس پناہ میں عرض گزار ہونا: آقا یار غار یا مزار بننے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ اگر حجرہ محبوب سے اذان ملا تو یار کے پہلو میں لٹا دینا' ورنہ جنت البقیع میں لے جانا' چنانچہ یوں ہی کیا گیا۔ سب صحابہ کرام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ السلام علیک یا رسول اللہ کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد عرض کیا:

یہ ابوبکر حاضر خدمت ہیں' آپ کی معیت میں دفن ہونے کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ بس یہ عرض کرنا تھا کہ فوراً روضۂ اقدس کا دروازہ کھل گیا' مزار مبارک سے آواز آئی: "ادخلوا الحبیب الی الحبیب" یار کو یار کے پاس لے آؤ۔

(تفسیر کبیر ۲۱/۸۷، واللفظ لہ، سیرت حلبیہ ۳/۳۹۳، الخصائص الکبریٰ ۲/۴۰۸)

یہی واقعہ وہابی حضرات کے مجدد نواب صدیق حسن خاں نے تکریم المومنین ص ۳۷ اور دیوبندی حضرات کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی نے جمال الاولیاء ص ۲۹ پر لکھا ہے۔

دیکھئے! تمام صحابہ کرام حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی وصیت کو پورا کر رہے ہیں۔ ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام ؓ اور خصوصاً حضرت صدیق اکبر ؓ کا نظریہ ہے:

- حضور اکرم ﷺ روضۂ انور میں بحیات حقیقی زندہ ہیں۔
- حضور غیب جاننے والے ہیں۔
- اپنے غلاموں کا پیغام درود وسلام اور فریادیں سنتے ہیں۔
- وصال کے بعد بھی یا نبی اللہ' یا رسول اللہ کہنا درست ہے۔
- آپ کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ غلاموں اور نیازمندوں کی حاجتیں اور مرادیں پوری فرماتے ہیں۔
- روضۂ اقدس کی نیت کر کے وہاں حاضری دینا جائز اور درست ہے' شرک و بدعت نہیں۔
- حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنا درست ہے' شرک نہیں۔
- حضور ﷺ کائنات کے مالک ہیں۔

اہلسنت و جماعت لائق صد تحسین ہیں کہ اس فتنہ وفساد اور انتشار و افتراق کے دور میں ان کے عقائد و نظریات صحابہ کرام ؓ اور خصوصاً حضرت صدیق اکبر ؓ کے افکار و نظریات کے مطابق ہیں۔ فللہ الحمد

بارگاہ رسالت میں حاجت پیش کرنا:

ہجرت کی رات جب یار غار اپنے محبوب کو غار ثور میں لے کر پہنچا تو عرض کیا:

سخت پیاس لگی ہے..... تو سرکار ﷺ نے فرمایا:

اذهب الى صدر الغار فاشرب قال فانطلقت فشربت ماء احلى من العسل وابيض من اللبن وازكى راحة من المسك. قال شربت قلت نعم يا رسول الله فداك ابى و امى ياابابكر الاابشرك قلت بلى قال

ان الله تعالىٰ امر الملك الموكل بانهار الجنة ان اخرق نهرا من الجنة الفردوس الى صدر الغار فشرب قلت ابوبكر ولى عند الله هذه المنزلة قال نعم و افضل ۔

(درمنثور ۲/۲۴۲، روح البیان ۳/۴۳۵، سیرت حلبیہ، الریاض النضرہ)

ابوبکر غار کے درمیان چلے جاؤ اور پانی پی لو' فرماتے ہیں میں گیا اور پانی پیا' وہ پانی شہد سے میٹھا' دودھ سے سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ جب میں واپس آیا تو آپ نے فرمایا: ابوبکر پانی پی آئے ہو؟ میں نے کہا: جی! یارسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان! ..... آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو مقرر کر دیا تھا کہ وہ جنت الفردوس کی ایک نہر کا رابطہ غار کے ساتھ کر دے تا کہ ابوبکر پانی پی لے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا: کیا اللہ کے ہاں میرا یہ مقام ہے؟ ..... آپ نے فرمایا: ہاں' اس سے بھی اونچا ہے۔

اس واقعہ میں مشکل اور پیاس کی شدت کے وقت بارگاہ رسالت میں عرض پیش کی گئی اور پھر غیبی انتظام بھی ہو گیا' جس سے واضح ہے کہ بارگاہ رسالت میں حاجت پیش کرنے والا محروم نہیں رہتا۔

عشق نبوی:

حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ عشق رسالت میں اس قدر فنا ہو چکے تھے کہ اس کی خاطر سب کچھ کر گزرنا چاہتے تھے' محبت اور عشق کے تقاضے جس حسن اسلوب سے آپ نے ... پورے کیئے ہیں۔ وہ آپ ہی کا حصہ ہے..... چند اشارات ملاحظہ ہوں

۱..... آپ کے فنافی الرسول ﷺ ہونے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ جب ایک بکری نے حضور اکرم ﷺ کو سجدہ کیا تو آپ عرض گزار ہوئے:

یارسول اللہ! ہمیں بھی سجدہ کرنے کی اجازت ہو' لیکن آپ نے فرمایا: میری شریعت میں مخلوق کو سجدہ کرنے کا کوئی تصور نہیں۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم ص ۱۳۵)

۲..... وصال نبوی کا آپ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کی گہری چوٹ دل پر لگی۔ روز بروز آپ کی صحت گرنے لگی' حتیٰ کہ محبوب پاک کا وصال ہی آپ کی وفات کا سبب بنا۔

(المستدرک ۳/۶۳، مسند ابی بکر ص ۱۹۸)

۳..... جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کیا شئے ہے؟ تو آپ کے جواب میں یہ جملہ بھی تھا: النظر الى وجه رسول الله۔ (منہات ابن حجر)

چہرہ رسول کی ہر دم زیارت۔

کیونکہ آپ ﷺ کو دیکھ لینے کے بعد کسی اور کو دیکھنے کو جی نہیں کرتا۔ گویا آپ کا اعلان تھا۔

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی

*****

خلیفہ اوّل، بلا فصل

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کتب شیعہ کی روشنی میں

سطور ذیل میں خلفائے راشدین کی عظمت وشان پر کتب شیعہ کی تصریحات پیش خدمت ہیں:

خلافت کا مفہوم اور مستحق خلافت کا بیان:

جو دنیاوی حکومت یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی حدود کو جاری کرے اور دینی تربیت یعنی لوگوں کے ظاہر و باطن کو شریعت کے مطابق اور پاک وصاف بنائے۔۔ اسے خلیفہ کہتے ہیں۔(تفسیر نمونہ ا/۲۳۸)

- ...... رسول اللہ ﷺ کے نائب اور جانشین کو خلیفہ کہتے ہیں۔(چودہ ستارے ص ۶۹)
- ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تمام لوگوں میں اس خلافت کا اہل وہ ہے جو اس (کے نظم ونسق کو برقرار رکھنے) کی سب سے زیادہ قوت و (صلاحیت) رکھتا ہو اور اس کے بارے میں اللہ کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو۔(نہج البلاغہ ص ۴۶۳ خطبہ نمبر ۱۷۱)

- ...... پھر ایک اور مقام پر فرمایا:

جن لوگوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی تھی انہوں نے میرے ہاتھ پر اسی اصول کے مطابق بیعت کی جس اصول پر وہ ان کی بیعت کر چکے تھے اور اس کی بناء پر جو حاضر ہے۔ اسے پھر نظر ثانی کا حق نہیں اور جو بروقت موجود نہ ہو اسے رد کرنے کا اختیار نہیں، اور شوریٰ کا حق صرف مہاجرین وانصار کو ہے وہ اگر کسی پر ایکا کریں اور

اسے خلیفہ سمجھ لیں تو اسی میں اللہ کی رضا و خوشنودی بھی جائے گی، اب جو کوئی اس کی شخصیت پر اعتراض یا نیا نظریہ اختیار کرتا ہوا الگ ہو جائے تو اسے وہ سب اسی طرف واپس لائیں گے جدھر سے وہ منحرف ہوا ہے اور اگر انکار کرے تو اس سے لڑیں کیونکہ وہ مومنوں کے طریقے سے ہٹ کر دوسری راہ پر ہو لیا ہے اور جدھر وہ پھر گیا ہے اللہ تعالی بھی اسے ادھر ہی پھیر دے گا۔ (نہج البلاغہ ص ۶۵۶، ۶۵۷، مکتوب نمبر ۶)

مدتِ خلافت:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی''۔

کیونکہ ابوبکر صدیق ؓ نے دو سال تین ماہ اور آٹھ دن، حضرت عمر فاروق ؓ نے دس سال چھ ماہ اور چار راتیں، حضرت عثمان غنی ؓ نے گیارہ سال گیارہ ماہ اور تیرہ دن، حضرت علی المرتضی ؓ نے چار سال ایک دن کم سات ماہ، اور حضرت امام حسن ؓ نے آٹھ ماہ اور دس دن خلافت کی یہ کل مدت تیس سال ہوئی۔

(مروج الذہب للمسعودی شیعی ۲/ ۴۲۹، احقاق حق ص ۲۶۵)

امامت صدیق اکبر ؓ برحق ہے:

حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ کی امامت کے انکار میں آج کل بہت شور و غل کیا جاتا ہے جبکہ خود سیدنا علی المرتضی ؓ نے ''امامت صدیق'' کے برحق ہونے کا عملی ثبوت پیش کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ باجماعت نماز میں مقتدی امام کی اقتداء میں نماز کے افعال سرانجام دیتا ہے اور حضرت علی المرتضی ؓ، حضرت ابوبکر صدیق ؓ

کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے تو بالکل وہی افعال سرانجام دیتے جو حضرت ابوبکر صدیق ؓ ادا کرتے تھے تو گویا وہ حضرت صدیق اکبر ؓ کی امامت کو برحق سمجھتے تھے

٭...... سیدنا حضرت علی المرتضی ؓ باجماعت نماز حضرت صدیق اکبر ؓ کی اقتداء میں ادا فرماتے تھے۔ (احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۲۴۲، مرأۃ العقول شرح اصول کافی ص ۳۸۸، تلخیص الشافی ج ۲ ص ۱۵۸، حملہ حیدری ج ۱ ص ۲۷۵، تفسیر قمی ج ۲ ص ۱۵۸، جلاء العیون ص ۱۵۰)

حضرت ابوبکر ''صدیق'' ہیں:

خلیفہ اول سیدنا ابوبکر ؓ کا صدیق ہونا ایک ناقابل انکار حقیقت ہے مثلاً:

٭...... حضور ﷺ نے عرش پر لکھا دیکھا ''لا اله الا الله محمد رسول الله ابو بكر صديق'' ملاحظہ ہو!۔ (احتجاج طبرسی ۸۳)

٭...... حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد اللہ تمہیں بہتر شخص ابوبکر صدیق ؓ پر جمع فرمادے گا''۔ (تلخیص الشافی ۲/ ۳۷۲)

٭...... امام محمد باقر ؓ فرماتے ہیں:

لما كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في الغار قال لفلان كاني انظر الى سفينة جعفر في اصحابه يقوم في البحر وانظر الى الانصار محتبين في افنيتهم فقال فلان تراهم يا رسول الله قال نعم قال فارنيهم فمسح على عينيه فراهم فقال له رسول الله انت الصديق۔ (تفسیر قمی ۲/ ۲۹۰ مطبوعہ ایران، بحار الانوار ۱۹/ ۸۱)

جب رسول اللہ ﷺ (ہجرت کی رات) غار میں تھے۔ تو آپ نے فلاں کو (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو) فرمایا کہ میں حضرت جعفر طیار (رضی اللہ عنہ) اور ان کے ساتھیوں کو اس کشتی میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں جو کہ دریا میں کھڑی ہے۔ نیز فرمایا میں انصار کو بھی اپنے گھروں کے صحنوں میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے تعجب سے عرض کیا کہ آپ واقعی دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں! تو عرض کی مجھے بھی دکھلا دیجئے۔ تو آپ نے ابوبکر کی آنکھوں پر ہاتھ مبارک پھیرا تو انہوں نے بھی دیکھ لیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فرمایا تو صدیق ہے۔

● ...... حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے:

سمعت رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم يقول ان الجنة تشتاق الى ثلاثة قال فجآء ابوبكر فقيل له يااباابكر انت الصديق وانت ثاني اثنين اذهما في الغار۔ (رجال کشی ص ۳۲ مطبوعہ کربلا)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا بے شک جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے فرماتے ہیں کہ اتنے میں حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) آئے تو انہیں فرمایا گیا اے ابوبکر تم صدیق ہو، اور غار میں دو کے دوسرے ہو۔

● ...... حضرت عبداللہ نے کہا کہ میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا تلواروں کو زیور لگانا جائز ہے؟ تو آپ نے فرمایا "اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پر زیور لگایا ہے"۔ میں عرض کیا کہ آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں، اس پر امام عالی مقام غصہ میں آگئے اور قبلہ شریف کی طرف رخ انور کر کے فرمایا "ہاں" وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، جو ان کو صدیق نہیں کہتا

اللہ اس کے قول کو نہ دنیا میں سچا کرے، نہ آخرت میں"۔ (کشف الغمہ ص ۲۸)

معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو "صدیق" نہ ماننے والے دنیا و آخرت میں جھوٹے ہیں اور اہلبیت کو ناراض کرنے والے بھی۔ العیاذ باللہ!

● ...... حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں دو طرح سے صدیق اکبر کی اولاد میں شامل ہوں"۔ (احقاق الحق ص ۷)

معلوم ہوا کہ تمام اہلبیت کرام آپ کو "صدیق اکبر" مانتے ہیں۔

خلفائے راشدین کی خلافت برحق ہے:

صرف سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی نہیں بلکہ چاروں خلفاء برحق ہیں۔ چنانچہ

● ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "تمام لوگوں میں اس خلافت کا اہل وہ ہے جو اس کے نظم و نسق کو برقرار رکھنے کی سب سے زیادہ قوت و صلاحیت رکھتا ہو اور اس کے بارے میں اللہ کے احکام سب سے زیادہ جانتا ہو۔ (نہج البلاغہ حصہ اول خطبہ نمبر ۱۷۲)

● ...... ایک اور مقام پر فرمایا:

جن لوگوں نے حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی تھی، انہوں نے میرے ہاتھ پر اسی اصول کے مطابق بیعت کی جس اصول پر وہ ان کی بیعت کر چکے تھے اور اس کی بناء پر جو حاضر ہے اسے نظر ثانی کا حق نہیں اور جو بروقت موجود نہ ہو اسے رد کرنے کا اختیار نہیں اور شوریٰ کا حق صرف مہاجرین و انصار کو ہے وہ اگر کسی پر اتفاق کریں اور اسے خلیفہ سمجھ لیں تو اسی میں اللہ کی رضا و خوشنودی سمجھی جائے گی۔ اب جو کوئی اس شخصیت پر اعتراض یا نیا نظریہ اختیار کرتا ہوا الگ ہو جائے تو اسے وہ سب اسی طرف

واپس لائیں گے جدھر سے وہ منحرف ہوا ہے اور اگر اس سے انکار کرے تو اس سے لڑیں کیونکہ وہ مومنوں سے ہٹ کر دوسری راہ پر ہولیا ہے اور جدھر وہ پھر گیا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے ادھر ہی پھیر دے گا۔ (نہج البلاغہ حصہ دوم مکتوب نمبر ۶)

⁂ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی، کیونکہ ابوبکر صدیق ؓ نے دو سال تین ماہ اور آٹھ دن اور حضرت عمر فاروق ؓ نے دس سال چھ ماہ اور چار راتیں، حضرت عثمان ؓ نے گیارہ سال گیارہ ماہ اور تیرہ دن، حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے چار سال ایک دن کم سات ماہ اور حضرت امام حسن نے آٹھ ماہ اور دس دن خلافت کی، یہ مدت تیس سال ہوئی۔ (مروج الذہب ج ۲ ص ۴۲۹، احقاق حق ۲۶۵)

مقصد یہ ہے کہ ان حضرات کا دور خلافت برحق ہے۔

خلیفہ اوّل بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق ؓ:

سیدنا صدیق اکبر ؓ نے اپنے کمالات وفضائل میں سب سے ممتاز ومنفرد اور یکتا ہونے کی بناء پر بلا فصل خلیفہ رسول ہونے کا اعزاز حاصل کیا، مثلاً

⁂ نبی علیہ السلام صحابہ کرام کے مجمع میں اکثر فرمایا کرتے کہ ابوبکر صدیق نماز اور روزہ کی بنا پر سبقت نہیں لے گئے بلکہ سبقت کی وجہ وہ محبت ہے جو ان کے سینے میں جمی ہوئی تھی۔ (مجالس المومنین ۱/۲۰۶)

⁂ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرش پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق۔ (احتجاج طبرسی ۱/۳۶۵)

⁂ غار ثور میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر "صدیق" کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو انہیں بھی جعفر طیار کی کشتی اور انصار نظر آگئے، اس کے بعد آپ نے فرمایا "تو صدیق ہے"۔ (تفسیر قمی ۱/۳۱۷، بحار الانوار ۱۹/۸۱)

⁂ بے شک ہم ابوبکر صدیق کو خلافت کا سب سے زیادہ حق دار جانتے ہیں کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے یار غار ہیں اور نماز میں حضور کے ساتھ دوسرے تھے اور بے شک ہم آپ کی بزرگی مانتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں امامت نماز کا حکم دیا تھا۔ (شرح نہج البلاغہ ۱/۲۹۳، ج ۶، لابن ابی حدید)

⁂ سیدنا امام محمد باقر ؓ سے مروی ہے:

قال امير المؤمنين عليه السلام بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في المسجد والناس مجتمعون بصوت عال الذين كفروا وصدوا عن سبيل الله اضل اعمالهم فقال له ابن عباس يا ابا الحسن لم قلت ما قلت قال قرات شيئا من القرآن قال لقد قلته لامر قال نعم ان الله يقول في كتابه وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا افتشهدوا على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انه استخلف ابابكر۔ (تفسیر صافی ۲/۵۶۱،۵۶۲ مطبوعہ ایران، تفسیر قمی ۲/۳۰۱ مطبوعہ ایران)

امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد مسجد میں لوگوں کے بھرے اجتماع میں بلند آواز سے

الذين كفروا وصدوا عن سبيل الله اضل اعمالهم

پڑھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے ابوالحسن علی المرتضیٰ ؓ! جو

کہ آپ نے پڑھا اس پڑھنے کا کیا مقصد ہے تو مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں نے قرآن مجید سے آیت پڑھی ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کیا آپ کے پڑھنے کی کوئی نہ کوئی غرض اور غائت ہے۔ تو حضرت علی المرتضیٰ ﷺ نے فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے، اور جو تم کو رسول اللہ دیں ﷺ لے لیا کرو، اور جس سے منع فرمائیں رک جایا کرو۔ تو تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گواہ ہو جاؤ کہ انہوں نے حضرت ابوبکر کو اپنا خلیفہ بنایا۔

● ...... ایک اور روایت میں واضح موجود ہے کہ:

ثم قام وتهياء للصلوة وحضر المسجد وصلى خلف ابى بكر۔

(تفسیر قمی ۲/۵۰۳، احتجاج طبری ۱/۱۲۶)

حضرت علی ﷺ اُٹھے اور نماز کی تیاری کر کے مسجد میں آئے اور حضرت ابوبکر ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔

جلاء العیون کا اردو ترجمہ جو شیعہ حضرات کا مترجم ہے کی عبارت ملاحظہ ہو! لکھا ہے جناب امیر (علیہ السلام) نے وضو کیا، اور مسجد میں تشریف لائے خالد بن ولید بھی پہلو میں آ کھڑا ہوا، اس وقت ابوبکر نماز پڑھا رہے تھے۔

(جلاء العیون اردو ۱/۲۱۳ مطبوعہ لاہور)

● ...... مزید لکھا ہے:

قال على والزبير ماغضبنا الا فى المشورة وانا لنرى ابابكر احق الناس بها انه صاحب الغار وانا لنعرف له ...... وامره رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم بالصلوٰة وهو حى وكان افضلهم۔

(شرح نہج البلاغہ حدیدی ۱/۱۵۴، مطبوعہ بیروت)

یعنی حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ہماری ناراضگی تو صرف مشورہ کے بارے میں ہے حالانکہ ہماری رائے یہ ہے کہ حضرت ابوبکر ﷺ خلافت کے سب سے حقدار ہیں، وہ یار غار ہیں اور ان کی بزرگی کو بھی ہم پہچانتے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب حیات ظاہرہ میں تھے تو آپ نے حضرت ابوبکر ﷺ کو نماز کی امامت کا حکم دیا تھا اور حضرت ابوبکر ﷺ مسلمانوں میں سب سے زیادہ صاحب فضل تھے۔

● ...... حضرت علی المرتضیٰ ﷺ فرماتے ہیں:

"ہر ذلیل میرے نزدیک باعزت ہے جب تک اس کا دوسرے سے حق نہ لے لوں اور قوی میرے لیے کمزور ہے یہاں تک کہ میں مستحق کا حق اس سے دلا نہ دوں ہم اللہ کی قضاء پر راضی ہوئے اور اس کے امر کو اسی کے سپرد کیا، اے پوچھنے والے! تو سمجھتا ہے کہ نبی پاک ﷺ پر بہتان باندھوں گا، خدا کی قسم! میں نے ہی سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ہی سب سے پہلے جھٹلانے والا بنوں، میں نے اپنے معاملہ میں غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرا ابوبکر کی اطاعت کرنا اور ان کی بیعت میں داخل ہونا اپنے لیے بیعت لینے سے بہتر ہے اور میری گردن میں غیر کی بیعت کرنے کا عہد بندھا ہوا ہے۔ (نہج البلاغہ حصہ اوّل ص ۸۹، ۸۸ خطبہ نمبر ۳۷)

● ...... اسی خطبہ کی تشریح کرتے ہوئے ابن میثم لکھتا ہے کہ:

فقوله فنظرت فاذا اطاعتى قد سبقت بيعتى اى طاعتى لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فيما امرنى به من ترك القتال قد سبقت

بیعتی للقوم فلا سبیل الی الامتناع منها وقوله واذا المیثاق فی عنقی لغیری ای میثاق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وعهده الی بعدم المشاقة وقیل المیثاق مالزمه من بیعة ابی بکر بعد ایقاعها ای فاذا میثاق القوم قد لزمنی فلم یمکنی المخالفة بعده۔

(شرح نہج البلاغہ ۲/۹۷ لابن میثم مطبوعہ ایران)

(حضرت مولا علی ؓ فرماتے ہیں) کہ پس میں نے غوروفکر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا بیعت لینے سے اطاعت کرنا سبقت لے گیا ہے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ترک قتال کا مجھے حکم فرمایا تھا، وہ اس بات پر سبقت لے گیا ہے کہ میں قوم سے بیعت لوں۔ واذا المیثاق فی عنقی لغیری سے مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ سے وعدہ لینا ہے، مجھے اس کا پابند رہنا لازم ہے۔ جب لوگ حضرت ابوبکر (ؓ) کی بیعت کرلیں، تو میں بھی بیعت کرلوں پس جب قوم کا عہد مجھ پر لازم ہوا یعنی ابوبکر کی بیعت مجھ پر لازم ہوئی تو اس کے بعد میرے لیے ناممکن تھا کہ میں اس کی مخالفت کرتا۔

● ...... مزید فرمایا: "تم رسول اللہ ﷺ کے گواہ بن جاؤ کہ انہوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا ہے"

(تفسیر صافی ۲/۵۶۱، تفسیر قمی ۶۲۴)

● ...... حضرت علی ؓ کی خدمت میں آخری وقت عرض کیا گیا کہ آپ اپنے قائم مقام کے لیے وصیت کیوں نہیں فرماتے تو آپ نے فرمایا:

ماوصی رسول الله ﷺ فاوصی ولکن قال ان اراد الله خیرا فیجمعهم علی خیرهم بعد نبیهم۔ (تلخیص الشافی ۲/۳۷۲)

رسول اللہ ﷺ نے وصیت نہیں کی تھی (تو میں کیسے کروں؟) البتہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا اگر اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ فرمایا تو میرے بعد تم میں کے بہتر شخص پر لوگوں کا اتفاق ہو جائیگا۔

● ...... دوسری روایت ہے کہ جب ابن ملجم ملعون نے حضرت علی علیہ السلام کو زخمی کیا، تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا کہ حضور اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں تو آپ نے فرمایا: قال لا، فانه دخلنا علی رسول الله حین ثقل فقلنا یارسول الله استخلف علینا فقال لا، (تلخیص الشافی ۲/۳۷۲، مطبوعہ نجف اشرف)

تو آپ نے فرمایا "نہیں" کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہمارے لیے کوئی اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں، تو جواب دیا نہیں۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں خلیفہ مقرر کردوں تو تم اختلاف کرو گے جیسا کہ بنی اسرائیل نے ہارون کے متعلق اختلاف کیا تھا۔ لیکن یقین رکھو کہ اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں خیر دیکھا تو تمہارے لیے خود ہی بہتر خلیفہ مقرر کردے گا۔

● ...... اسی سلسلہ روایات میں یہ بھی موجود ہے کہ مولائے کائنات ؓ سے اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کی درخواست کی گئی تو فرمایا:

ولکن اذا اراد الله بالناس خیرا استجمعهم علی خیر کما جمعهم بعد نبیهم علی خیرهم۔ (الشافی ص ۱۷۱، مطبوعہ نجف اشرف)

لیکن جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے گا تو ان کے بہتر شخص پر انہیں متفق کردے گا۔ جس طرح نبی ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بہتر شخص

(حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) پر جمع فرما دیا تھا۔

● ...... حضرت علی ؓ نے جب سنا کہ تمام مسلمانوں نے ابوبکر صدیق ؓ کی بیعت پر اتفاق کرلیا ہے تو اس قدر جلدی در دولت سے تشریف لائے کہ چادر اور تہبند بھی نہ اوڑھا صرف پیرہن میں ملبوس تھے اسی صورت میں ابوبکر کے ہاں پہنچے اور بیعت کی، بیعت کے بعد چند آدمی کپڑے لینے کے لئے بھیجے تاکہ مجلس میں کپڑے لے آئیں۔ (تاریخ روضۃ الصفا ۱/۴۳۲)

● ...... حضرت امیر معاویہ ؓ نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس سے پوچھا...... ابوبکر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ فرمایا "اللہ رحم کرے ابوبکر صدیق پر خدا کی قسم! وہ قرآن پڑھنے والے، منکرات سے روکنے والے، اپنے گناہوں سے واقف رہنے والے، اللہ سے ڈرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے، تقویٰ میں اپنے ساتھیوں سے فوقیت رکھنے والے، زہد اور عفت کے سردار تھے، جس نے ابوبکر پر اعتراض کیا اللہ اس پر غضب نازل فرمائے"۔ (مروج الذہب ۲/۵۵)

● ...... حضرت امام باقر ؒ فرماتے ہیں:

"میں ابوبکر کے فضائل کا منکر نہیں ہوں لیکن ابوبکر، عمر سے افضل ہیں"۔

(احتجاج طبرسی ۲/۴۷۹)

● ...... بلاشبہ حضرت ابوبکر ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے حضرت فاطمہ کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں (شرح نہج البلاغہ ۴/۱۰۰ لابن ابی حدید)

● ...... حضرت علی بن حسین ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا تو اس وقت مغرب اور عشاء کا درمیانی حصہ تھا اس انتقال کی خبر سن کر

ابوبکر، عمر، عثمان، زبیر اور عبدالرحمان بن عوف حاضر ہوئے پھر جب نماز جنازہ کے لیے ان کی میت رکھی گئی تو حضرت علی نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہا "اے ابوبکر! آگے ہو کر ان کی نماز جنازہ پڑھایئے"۔ پوچھا کہ اے ابوالحسین! آپ اس وقت موجود تھے، فرمایا، ہاں، حضرت علی مرتضیٰ نے کہا تھا "ابوبکر چلو نماز پڑھاؤ، خدا کی قسم! فاطمہ کی نماز جنازہ تمہارے بغیر کوئی نہیں پڑھائے گا تو حضرت ابوبکر صدیق نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی پھر انہیں رات کے وقت سپرد خاک کردیا گیا۔

(شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۰۲ لابن ابی حدید)

● ...... حضرت علی کے ایک خطبہ کے متعلق شیعی روایت ملاحظہ ہو:

ان علیا علیہ السلام قال فی خطبتہ خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر وعمر وفی بعض الاخبار انہ علیہ السلام خطب بذلک بعد ما انھی الیہ ان رجلا تناول ابابکر وعمر بالشتیمۃ فدعی بہ وتقدم بعقوبتہ بعد ان شھدوا علیہ بذلک۔ (الشافی ۲/۴۲۸)

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے بعد تمام امت سے افضل ابوبکر وعمر ہیں۔ بعض روایتوں میں واقعہ یوں ذکر ہوا ہے کہ حضرت علی کی خدمت میں اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کی شان میں بدزبانی کی ہے، جس کے بعد امیر المؤمنین علی نے اس گالی بکنے والے کو بلایا، شہادت طلب کی اور شہادت کے بعد (جب گالی دینا ثابت ہوگیا تو) اسے سزا دی۔

● ...... اسی کتاب الشافی میں امام زین العابدین کی روایت ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو ابوسفیان حضرت علی کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہاتھ بڑھائیں

میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں، اور بخدا میں آپ کی حمایت میں اس علاقہ کو سواروں اور پیدل سپاہیوں سے بھردوں گا، اگر آپ خوف کے باعث اعلان خلافت نہیں کررہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی نے چہرہ پھیر لیا اور فرمایا:

ویحک یاابا سفیان هذه من دواهیک قداجتمع الناس علی ابی بکر مازلت تبتغی الاسلام عوجا فی الجاهلیة والاسلام والله ماضرالاسلام ذلک شیئا مازلت صاحب الفتنة۔ (الشافی ۲/۴۲۸)

ابوسفیان! تیرے لیے سخت افسوس ہے، یہ سب تیری چالوں اور مصیبتوں سے ہیں۔ حالانکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کا اجتماعی متفقہ فیصلہ ہو چکا، تو کفر اور اسلام میں ہمیشہ فتنہ اور کج روی کا متلاشی رہا ہے۔ بخدا اس سے اسلام کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ اور تو ہمیشہ فتنہ گر ہی رہیگا۔

٭...... رسول ﷺ ہجرت کے وقت جب غار کی طرف تشریف فرما ہوئے تو آپ نے صحابہ اور امت کو یہ وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام کو بھیج کر فرمایا کہ اللہ آپ پر (صلوٰۃ و) سلام بھیجتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ ابوجہل اور کفار قریش نے آپ کے خلاف منصوبہ بنایا ہے اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ علی المرتضیٰ کو اپنے بستر مبارک پر شب باشی کو حکم دیں، اور فرمایا کہ ان کا مرتبہ آپ کے نزدیک ایسا ہے جیسا اسحٰق ذبیح کا مرتبہ، حضرت علی اپنی زندگی اور روح کو آپ پر فدا کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ ہجرت میں ابوبکر کو اپنا ساتھی مقرر فرمائیں، کیونکہ اگر وہ حضور کی اعانت ورفاقت اختیار کرلیں اور حضور کے عہد وپیان پر پختہ کار ہو کر ساتھ دیں تو آپ کے رفقاء جنت میں ہوں گے، اور جنت کی

نعمتوں میں آپ کے مخلصین سے ہوں گے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی! کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ دشمن مجھے تلاش کرے تو نہ پائے، اور تمہیں ڈھونڈے تو تم اسے مل جاؤ، اور شاید جلدی میں تیری طرف پہنچ کر بے خبر لوگ تجھے (شبہ میں) قتل کردیں، حضرت علی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اس بات پر راضی ہوں کہ میری روح حضور کی مقدس روح کے لیے سپر ثابت ہو۔ اور میری زندگی حضور پر اور حضور کے ساتھی پر اور حضور کے بعض حیوانات پر فدا ہو، حضور امتحان فرمالیں، میں زندگی کو پسند ہی اس لیے کرتا ہوں کہ حضور کے دین کی تبلیغ کروں، اور حضور کے دوستوں کی حمایت کروں، اور حضور ﷺ کے دشمنوں کے خلاف جنگ کروں، اگر یہ نیت نہ ہوتی تو میں دنیا میں ایک ساعت بھی زندگی پسند نہ کرتا، یہ سن کر حضور ﷺ نے حضرت علی کے سر کو بوسہ دیا، اور فرمایا اے ابوالحسن! تیری یہی تقریر مجھے فرشتوں نے لوح محفوظ سے پڑھ کر سنائی ہے، اور اس تقریر کا جو اجر اللہ نے تیرے لیے آخرت میں تیار فرمایا ہے وہ بھی پڑھ کر سنایا ہے، وہ ثواب جسے نہ سننے والوں نے سنا، نہ دیکھنے والوں نے دیکھا اور نہ انسانی عقل وفہم میں آسکتا ہے، پھر حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا:

ارضیت ان تکون معی یاابابکر تطلب کما اطلب وتعرف بانک انت الذی تحملنی علی مادعیه فتحمل عنی انواع العذاب قال ابوبکر یارسول الله امااَنالوعشت عمر الدنیا اعذب فی جمیعها اشدعذاب لا ینزل علی موت صریح ولا فرح مسیح وکان ذلک فی محبتک لکان ذلک احب الی من ان انعم فیها وانا مالک لجمیع ممالیک ملوکها فی مخالفتک وهل اناومالی وولدی الافداؤک

فقال رسول الله ﷺ لا جرم ان اطلع الله على قلبک ووجد موافقالم جرى على لسانک جعلک منی بمنزلة السمع والبصر والراس من الجسد الیٰ آخرہ۔ (تفسیر حسن عسکری ص۱۶۴،۱۶۵)

اے ابوبکر تو میرے ہمراہ چلنے کے لیے تیار ہے؟ کہ تجھے بھی لوگ اسی طرح تلاش کریں جیسے مجھے، اور تیرے متعلق دشمنوں کو یقین ہو جائے کہ تو نے مجھے ہجرت پر اور اعداء کے مکروفریب سے بچ نکلنے پر امادہ کیا، کیا تجھے میری وجہ سے مصائب وآلام گوارہ ہیں؟ حضرت ابوبکر نے جواب دیا یارسول اللہ! اگر میں قیامت تک زندہ رہوں اور اس زندگی میں سخت عذاب اور مصائب میں مبتلا رہوں جس مصیبت والم سے بچانے کے لیے نہ مجھے موت آئے اور نہ کوئی اور مجھے آرام دے سکے اور یہ تمام حضور کی محبت میں ہو تو مجھے بطیب خاطر منظور ہے اور یہ مجھے منظور ہیں کہ لمبی زندگی ہو اور دنیا کے بادشاہوں کا بادشاہ بن کر رہوں اور تمام نعمتیں اور آسائشیں حاصل ہوں، لیکن حضور کی معیت سے محرومی ہو، اور میں اور میرا مال اور اولاد حضور پر فدا اور قربان ہیں پس حضور ﷺ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہے، اور جو کچھ تو نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کو تیری دلی کیفیت کے مطابق پایا ہے، اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے کان اور میری آنکھ کی طرح کیا ہے، اور جو نسبت سر کو جسم سے ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس طرح بنایا ہے۔

شرک کیا ہے؟ مشرک کون؟

از

ترجمان اہلسنت

ابوالحقائق علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ

اختلاف امت
اہل جنت اہل سنت
مسئلہ رفع یدین
مشرک کون ؟
بد مذہب کے پیچھے نماز کا حکم
مسلک اہلحدیث
اسلامی تربیتی نصاب
وہابیوں کا